ناولز کلب
زہرِ وقت
از قلم رشک فلک
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

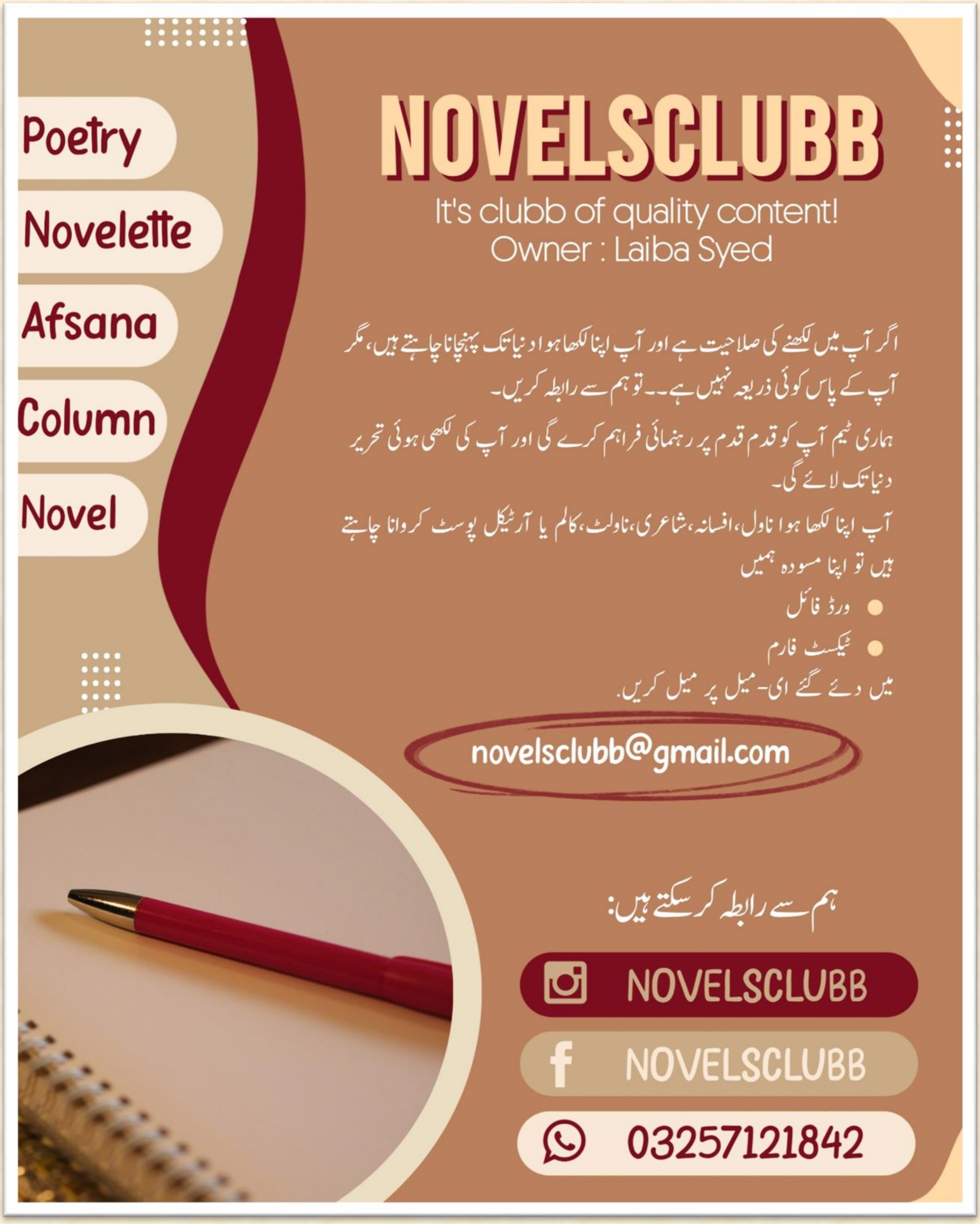

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زہرِ وقت

از قلم

رشکِ فلک

Clubb of Quality Content!

(The Poison of Time)

مصنف: رشکِ فلک

زہرِ وقت The Poison of Time مصنف: رشکِ فلک ایک ایسی کہانی جو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی ہے آج کے دور میں جہاں ہر طرف کامیابی اور خوشی کا شور ہے، ایک نسل خاموشی سے زہر کا گھونٹ پی رہی ہے۔ یہ زہر سوشل میڈیا کا، ناکامی کے خوف کا، اور اپنے ہی والدین سے بڑھتی ہوئی دوری کا ہے۔ 'زہرِ وقت' ایک ایسی کہانی ہے جو اس نسل کی خاموش پکار ہے۔ یہ کہانی اس بات کا ثبوت ہے کہ جب زمین انسانوں پر تنگ ہو جائے، تو عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہ مایوسی کا زہر نہیں، بلکہ امید کا تریاق ہے۔ کچھ ایسے الفاظ جو آپ کی روح کو چھو لیں گے "ہمارے زخم، ہماری کہانیاں ہیں اور ہماری کہانیاں ہماری طاقت ہیں۔"" جب سارے دروازے بند ہو جائیں تو عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ""

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پرانے شہر کے قلب میں، جہاں وقت خود پر سمٹا ہوا محسوس ہوتا تھا، ایک تنگ گلی تھی جسے 'کاغذ و قلم' کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے بلکل آخر میں، شور مچاتے بازاروں سے چھپی ہوئی، ایک چھوٹی اور خاموش ورکشاپ تھی۔ اس کا نام کسی تختی پر نہیں لکھا تھا، لیکن اس کے وجود کے بارے میں علماء اور فنکاروں کے درمیان سرگوشیاں ہوتی تھیں۔ یہ عائزہ کا پناہ گاہ تھی۔ عائزہ ایک خطاط اور ایک آرکائیوسٹ تھی، جو بھولی ہوئی تحریر کی ایک تنہا محافظ تھی۔ اس کے ہاتھ، چارکول کی دھول سے بھرے اور سیاہی سے رنگے ہوئے، صدیوں

کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے۔ ورکشاپ ایک مقدس جگہ تھی: شیلف قدیم مخطوطات کے بوجھ سے کراہ رہے تھے، فضا میں پرانے کاغذ اور اخروٹ کی سیاہی کی خوشبو رچی ہوئی تھی، اور ایک چھوٹی کھڑکی کی گندگی سے چھن کر آنے والی سورج کی روشنی سکون میں ناچتے گرد کے ذروں کو روشن کر رہی تھی۔ عائزہ کا فن ماضی کے ساتھ ایک مکالمہ تھا، ایک ایک سطر کی خوبصورتی پر غور و فکر۔ لیکن یہ مکالمہ اکثر یک طرفہ ہوتا تھا۔ لوگ اب ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر کی پرسکون خوبصورتی کو تلاش نہیں کرتے تھے۔ یہ خاموشی ایک دوپہر بعد، پتھر کے فرش پر جوتوں کی نرم آواز سے ٹوٹی۔ ایک نوجوان دروازے میں کھڑا تھا، اس کا جسم روشن گلی کے خلاف ایک سایہ بنا ہوا تھا۔ اس کا نام ارسلان تھا، ایک مؤرخ جس کی زندگی کھوئے ہوئے کی تلاش میں ایک انتھک سفر تھی۔ وہ ایک خاص مخطوطہ ڈھونڈ رہا تھا، ایک قدیم ماہرِ فلکیات کی ڈائری کا ایک ٹکڑا، جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اسے آخری بار اسی گلی میں دیکھا گیا تھا۔ عائزہ نے جس۔ مخطوطے کی مرمت کر رہی تھی اس سے نظریں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نہیں اٹھائیں۔ اس کا دھیان مکمل تھا، اس کی سانسیں ایک دعا کی طرح نرم تھیں۔ ارسلان نے کچھ دیر اسے دیکھا، پھر بولا۔۔

"وہ کہتے تھے کہ مجھے یہاں ایک بھوت ملے گا،" اس نے اپنی آواز کو پُرسکون اور مدھم رکھتے ہوئے کہا۔

"ایک جو ماضی کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے ہے۔" عائزہ کا ہاتھ رک گیا۔ آخر کار اس نے اس کی طرف دیکھا، اس کی آنکھیں، جلے ہوئے عنبر کے رنگ کی، ایک خاموش شدت لیے ہوئے تھیں۔ "ماضی کو 'تھاما' نہیں جاتا، ارسلان۔ یہ وہ چیز ہے جو آپ کو تھام لیتی ہے۔" وہ مسکرایا، ایک حقیقی، گرم جوش مسکراہٹ جو اس کی آنکھوں تک پہنچی۔

"اور یہ آپ کو کس سے تھامے ہوئے ہے؟"

"ایک وراثت سے،" اس نے جواب دیا، اس کی آواز نرم لیکن مضبوط تھی۔

"ان لوگوں کی وراثت جو شہرت کے لیے نہیں، بلکہ لفظ کی محبت کے لیے لکھتے تھے۔ جیسے استاد یاقوت المستعصمی، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے

چوبیس بار قرآن کی نقل تیار کی۔ دنیا کے دیکھنے کے لیے نہیں، بلکہ اس لیے کہ قلم کی تال ان کی روح کی تال تھی۔ "ارسلان قریب آیا، اس کی نظریں اس مخطوطے پر پڑیں جس کی وہ مرمت کر رہی تھی۔

"کتاب الحقیقت،" اس نے انداز پہچانتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "میں نے اسے صرف تصویروں میں دیکھا ہے۔ لیکن اس پر لگی سیاہی... یہ گاتی ہے۔"

"ہاں،" عائزہ نے کہا۔

"یہ استقامت کا گیت گاتی ہے۔ یہ مخطوطہ بہترین اوزاروں سے نہیں بنایا گیا۔ کاغذ معمولی ہے، اور سیاہی ہاتھ سے بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی، کام بے عیب ہے۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اکثر مجھے بتایا جاتا ہے کہ میرا کام ایک حماقت ہے۔ کہ تاریخ ایک مردہ مکالمہ ہے۔"

"دنیا ایک ایسے مستقبل کی خواہاں ہے جو شروع سے بنایا گیا ہو،" عائزہ نے کہا، اس کے لہجے میں ایک مانوس تھکن تھی۔

"وہ جڑوں کو ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں، نہ کہ ایک بنیاد۔ وہ ایک تاریخی عمارت کو دیکھتے ہیں اور اسے ایک رکاوٹ کہتے ہیں۔ وہ ایک خطاطی کے مخطوطے کو دیکھتے ہیں اور اسے ایک پرانی چیز کہتے ہیں۔" ارسلان نے اس کی میز سے ایک قلم اٹھایا، اپنی ہتھیلی میں ہموار لکڑی کو محسوس کیا۔

"میرا کام عجائب گھروں میں، لیکچرز میں، آرکائیوز میں ہے۔ یہ ایک عظیم، عوامی معاملہ ہے۔ اور تمہارا،" اس نے چھوٹی ورکشاپ کی طرف اشارہ کیا، "نجی ہے، تقریباً ایک راز ہے۔"

"سب سے خوبصورت مکالمے ایسے ہی ہوتے ہیں،" عائزہ نے جواب دیا، ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو چھو گئی۔

"یہ کام عوام کے لیے نہیں ہے۔ یہ اس کے لیے ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ہر حرف محبت کا ایک عمل ہے، ہر صفحہ وقت کے ایک لمحے کو خراج تحسین ہے۔ ماضی کے عظیم فنکار یہ جانتے تھے۔ ان کے پاس اپنے ہر اسٹروک کو دکھانے کے لیے سوشل میڈیا نہیں تھا۔ ان

کا مکالمہ خدا کے ساتھ تھا، ان کے فن کے ساتھ تھا، اور خود صفحے کے ساتھ تھا۔ "اس نے قلم واپس رکھ دیا اور ایک شیلف سے ٹیک لگا لی، ایک خاموش تفہیم ان کے درمیان گزر گئی۔ وہ یہاں ایک مخطوطے کی تلاش میں آیا تھا لیکن اسے اس کی روح کا ایک زندہ ثبوت مل گیا تھا۔

"شکریہ، عائزہ،" اس نے دل کی گہرائی سے کہا۔

"آپ نے نہ صرف اس بات کی تصدیق کی ہے کہ ماضی زندہ ہے، بلکہ آپ نے مجھے یہ بھی دکھایا ہے کہ یہ سانس لیتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزہ نے دوبارہ اپنا قلم اٹھایا، اس کی نرم خراش کی آواز خاموش کمرے میں ایک آرام دہ گونج تھی۔

"ماضی کبھی نہیں مرتا، ارسلان،" اس نے سرگوشی کی۔ "یہ صرف ایک نرم ہاتھ کا انتظار کرتا ہے جو اسے دوبارہ چھو سکے۔"

ارسلان نے اپنا ہاتھ شیلف سے ہٹایا اور ایک گہری سانس لی۔ ورکشاپ میں اب ایک عجیب سی خاموشی چھا چکی تھی، جیسے وہ دونوں کسی مقدس معاہدے میں بندھ چکے ہوں۔ ارسلان کی آنکھوں میں وہ گہرائی تھی جو صرف کتابوں سے نہیں، بلکہ انسانوں کے دکھ سے پیدا ہوتی ہے۔ ارسلان نے گہری سانس لی اور عائزہ سے بولا: "عائزہ، آپ نے کہا کہ ماضی سانس لیتا ہے۔ مگر میں تو صرف اس کی لاشیں دیکھتا ہوں۔ کتابوں کے اوراق میں دفن لاشیں۔" عائزہ نے قلم کو نیچے رکھا اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس کے چہرے پر غم کی ایک لکیر ابھر آئی۔ "ایسا کیوں کہتے ہو؟" عائزہ نے پرسوچ نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ میں ان لوگوں کی کہانیاں پڑھتا ہوں جنہوں نے تلواروں کے سائے میں بھی علم کی شمع روشن رکھی۔ جنہوں نے قلم کی حرمت پر جانیں قربان کر دیں۔ پھر میں آج کے وقت کو دیکھتا ہوں۔ ہمارے جیسے نوجوان... جو اپنے ہاتھوں سے اپنا ہی مقبرہ کھود رہے ہیں۔ آج کا نوجوان... وہ کون ہے؟ جس کی لاش کسی اپارٹمنٹ سے ملتی ہے، جس کے

خوابوں کا گلا اس کے اپنے ہی شہر کی گلیوں میں گھونٹ دیا جاتا ہے۔ آج کی بیٹی... وہ کون ہے؟ جسے عزت کے نام پر گولی ماردی جاتی ہے۔ بلوچستان کی وہ کہانی، جب ایک لڑکے اور لڑکی کو سرِ عام قتل کر دیا گیا۔ کیا ہم اس دور کی بات کر رہے ہیں جہاں ایسے واقعات ہمیں شرمندہ نہیں کرتے؟" ارسلان انتہائی دکھ سے سر کو ہلاتے ہوے بولا:

"اللہ نے بھی تو کہا تھا، 'اور زمین میں فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ۔' مگر انسان نے اپنا اپنا مذہب بنا لیا ہے۔ ہم نے اپنے اصولوں کو خدا کے احکامات پر فوقیت دی ہے۔" عائزہ نے پر سکون نظروں سے اسے دیکھا اور بولی:

"ہم نے اپنے خدا کو بھلا دیا ہے، عائزہ۔ ہم نے اپنے لیے کچھ اور 'خدا' بنا لیے ہیں۔ سوشل میڈیا کی دنیا میں، کامیابی، شہرت اور پیسے کے 'خدا'۔ اور جب ہم ان 'خداؤں' کی عبادت نہیں کرپاتے، تو ہم خود کو ناکام سمجھتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کس طرح ایک باپ نے اپنے بیٹے کی لاش وصول کی۔ صرف اس لیے کہ وہ اس کی توقعات پر پورا

نہیں اتر سکا۔ اس لڑکے کا آخری پیغام تھا، 'بابا، میری لاش لے جانا۔' یہ کس قسم کا زہر ہے جو ہمارے نوجوانوں کی رگوں میں بھر گیا ہے؟" ارسلان کی آواز میں لرزش تھی

"یہ زہر نیا نہیں، ارسلان۔ یہ تو صدیوں سے ہمارے معاشرے میں تھا۔ جب ہم نے ایک دوسرے کی عزت کو اپنے اپنے 'میں' سے جوڑ دیا۔ جب ہم نے 'لوگ کیا کہیں گے' کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنے بچوں کے پر کاٹ دیے۔ مگر آج یہ زہر زیادہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ کیونکہ اب ہمارے پاس اس سے بچنے کا کوئی 'قلعہ' نہیں ہے۔ پہلے خاندان، قبیلہ، اور محلہ ایک دوسرے کا سہارا تھے۔ اب ہم اکیلے ہیں۔ ایک بھیڑ میں کھوئے ہوئے اکیلے لوگ۔"۔ عائزہ (گہری سوچ میں ڈوب کر بڑبڑائی "اور یہ نسل سب سے زیادہ ڈپریشن کا شکار کیوں ہے؟ اس سے پہلے کی نسلیں بھی تو مشکلات سے گزریں، جنگیں دیکھیں، غربت دیکھی، مگر وہ اتنے ٹوٹے ہوئے نہیں تھے۔" ارسلان جھنجھلاتے ہوئے بولا:

"کیونکہ ان کے پاس ایک مقصد تھا۔ ایک مشترکہ جدوجہد۔ وہ اپنے خاندان کے لیے، اپنی زمین کے لیے لڑتے تھے۔ ان کے پاس کوئی جھوٹی دنیا نہیں تھی جہاں ہر کوئی مسکرا رہا ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان کے پاس حقیقی لوگ تھے، حقیقی مشکلات اور حقیقی خوشیاں۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے تو ہی زندہ بچ پائیں گے۔ آج کا نوجوان اکیلا لڑ رہا ہے۔ وہ فیس بک پر دوستوں کی تعداد گنتا ہے، مگر جب اسے کوئی غم ہو تو اس کے کندھے پر رونے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسے یہ دکھ ہوتا ہے کہ لوگ اسے ناپ لیتے ہیں۔ اس کی ناکامیوں کو دنیا کے سامنے کھلی کتاب کی طرح رکھ دیا جاتا ہے۔ ہمارے بزرگوں کے دکھ ان کے سینوں میں دفن رہتے تھے۔ آج کے غم سوشل میڈیا پر 'ٹرینڈ' بن جاتے ہیں۔ "عائزہ مسراتے ہوئے بولی ارسلان نے عائزہ کی بات کو غور سے سنا۔ اس کی خاموشی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ نہ صرف اسے سن رہا تھا، بلکہ سمجھ بھی رہا تھا۔ "تو اس زہر کا علاج کیا ہے؟ ارسلان عائزہ کی بات کو سمجھتے ہوے بولا:

"علاج یہی ہے کہ ہم اپنے اندر کے شور کو خاموش کر کے اپنے ماضی کی روح کو سنیں۔ اپنے اصل سے جڑیں۔ یہ جو میرے پاس قلم ہے، یہ صرف ایک اوزار نہیں، یہ ایک وسیلہ ہے خود کو یاد دلانے کا کہ ہمارے آباؤ اجداد نے کن اقدار پر اپنی زندگی گزاری۔ یہ جو کتابیں

ہیں، یہ صرف کاغذ نہیں، یہ آئینے ہیں جو ہمیں دکھاتے ہیں کہ حقیقی طاقت کہاں سے آتی ہے۔ یہ طاقت اپنے وجود کی سچائی کو قبول کرنے میں ہے۔ اپنے اندر جھانکنے میں ہے۔ اور یہ تسلیم کرنے میں کہ ہم انسان ہیں۔ ہم ہر وقت پرفیکٹ نہیں ہو سکتے۔" عائزہ نے گہری سانس لی اور قلم اٹھاتے ہوئے بولی: ورکشاپ کی فضا میں ایک بھاری پن آ گیا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے، آنکھوں میں ایک مشترکہ درد۔ عائزہ کا پرسکون چہرہ ایک لمحے کے لیے غم سے بوجھل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد بھی دونوں کے درمیان دیر تک کوئی بات نہیں ہوئی، لیکن ان کی خاموشی خود ایک کہانی بیان کر رہی تھی—ایک ایسی کہانی جس کا انجام اب بھی لکھا جانا تھا۔

شہر کی ایک پرانی حویلی کے کمرے میں، لکڑی کی الماریوں سے گھرا ہوا، ارسلان بیٹھا تھا۔ دیواروں پر دھندلے نقشے لٹک رہے تھے، میز پر تاریخ کی کتابیں بکھری ہوئی تھیں، اور ہر

Clubb of Quality Content

جگہ گرد کی تہہ جمی تھی۔ کمرے میں ایک ہی کھڑکی تھی جس سے روشنی اندر آتی مگر وہ بھی
گرد آلود شیشوں سے مدھم ہو جاتی۔

یہ ارسلان کی دنیا تھی—ایک مورخ کی دنیا۔ وہ وقت کے اوراق میں دفن تھا، اور جتنا زیادہ
وہ کھودتا، اتنا ہی زیادہ مایوسی اس پر غالب آتی.

ارسلان اپنی ڈائری میں لکھ رہا تھا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

*"میں تاریخ پڑھتا ہوں تو مجھے قبرستان دکھائی دیتا ہے۔ خون آلود صفحات، جلے ہوئے
شہر، ٹوٹی ہوئی سلطنتیں۔ ہر نسل اپنے خواب خود دفن کرتی آئی ہے۔ اور آج... ہم بھی
اپنے ہاتھوں سے اپنی قبریں کھود رہے ہیں۔"*

اس نے قلم رکھ دیا اور کھڑکی سے باہر دیکھا۔ گلی میں نوجوان شور مچا رہے تھے۔ کچھ نعرے لگا رہے تھے، کچھ موبائل فون سے لائیو ویڈیو بنا رہے تھے۔

ارسلان نے سر جھٹکا اور بڑبڑایا:

"ہماری نسل احتجاج بھی دکھاوے کے لیے کرتی ہے۔ اصل زخم چھپے رہ جاتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے دروازہ کھلا۔ ایک نوجوان شاگرد اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں موبائل تھا اور آنکھوں میں بے بسی۔۔

"سر! آپ روز یہی پرانی کتابیں پڑھتے رہتے ہیں۔ مگر اس کا کیا فائدہ؟ یہ سب ماضی کی کہانیاں ہیں۔ ہمیں تو آج زندہ رہنے کی فکر ہے۔ نوکری نہیں، سہارا نہیں... کیا تاریخ ہمیں روٹی دے گی؟" شاگرد ارسلان کو دیکھتے ہوے بیزاری سے بولا:

ارسلان نے اسے غور سے دیکھا، پھر آہستہ سے کہا:

"بیٹے، تاریخ ہمیں روٹی نہیں دیتی، مگر یہ ہمیں سبق دیتی ہے کہ ہم اپنی روٹی کیسے چھین سکتے ہیں۔ اگر ہم ماضی سے سبق نہ لیں تو بار بار وہی غلطیاں دہراتے رہیں گے۔"

"مگر سر! لوگ اب سبق نہیں چاہتے، وہ شارٹ کٹ چاہتے ہیں۔" شاگرد ہنستے ہوئے بولا:

ارسلان کے دل پر یہ جملہ تیر کی طرح لگا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ شاگرد چلا گیا لیکن ارسلان بے سکونی کا شکار ہو چکا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اس رات ارسلان دیر تک جاگتا رہا۔ اس نے اپنی کتابوں میں ایک پرانا واقعہ پڑھا:

حضرت عمرؓ کا دور — جب قاضی شریحؒ نے خلیفہ کے خلاف فیصلہ دیا اور عدل نے سب کو حیران کر دیا۔

اس نے سوچا:

"یہی فرق ہے۔ وہ وقت انصاف کی بنیاد پر کھڑا تھا۔ آج کا وقت طاقت اور دولت پر کھڑا ہے۔ یہی زہر ہے۔"

*"جب قومیں اپنی تاریخ بھول جاتی ہیں، تو وقت انہیں زہر کی صورت لوٹاتا ہے۔"اس نے ڈائری میں لکھا اور ڈائری کو بند کرتے کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔۔۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن وہ دوبارہ عائزہ کی ورکشاپ گیا۔

عائزہ کتابوں میں مگن تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں رات بھر تاریخ پڑھتا رہا۔ جتنا زیادہ پڑھا، اتنا ہی زیادہ محسوس ہوا کہ ہم برباد ہیں۔" ارسلان اداس لہجے میں بولا:

"تم صرف شکست دیکھ رہے ہو، ارسلان۔ تم نے تاریخ کی روشنی نہیں دیکھی۔" عائزہ نے قلم رکھتے ہوئے کہا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"روشنی؟ کہاں ہے روشنی؟" ارسلان چونکتے ہوئے بولا:

"وہی روشنی جو بدر کی رات میں تھی، جب ایک مٹھی بھر مسلمان دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے سامنے ڈٹے تھے۔ وہی روشنی جو حضرت علیؓ کے عدل میں تھی۔ وہی روشنی جو امام احمد

بن حنبلؒ کے صبر میں تھی۔ تاریخ صرف قبرستان نہیں، یہ چراغ بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ تم نے صرف قبریں دیکھیں، چراغ نہیں۔" عائزہ نے نرمی سے کہا:

ارسلان کے دل میں ایک لرزش سی ہوئی۔

اور سر جھکا کر کہا:

"شاید تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں نے صرف زخم دیکھے، مرہم نہیں۔" ارسلان ایک پھر سوچوں کی قید میں جکڑا جا چکا تھا۔۔

اسی لمحے ورکشاپ کے باہر سے شور کی آواز آئی۔ چند نوجوان بینر اٹھائے احتجاج کر رہے تھے۔ ایک لڑکا چیخ رہا تھا:

"ہمیں نوکریاں دو! ہمیں انصاف دو!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پولیس آکر انہیں دھکیلنے لگی۔ ایک لڑکا زمین پر گر گیا۔ ارسلان کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔

"یہی ہے آج کی تاریخ۔ خون، ڈنڈے، اور خاموش میڈیا۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا:

"یہی تو وہ لمحہ ہے جب ہمیں لفظوں کو زندہ کرنا ہو گا۔ تم مورخ ہو، تمہارا قلم صرف ماضی کے لیے نہیں، حال کے لیے بھی ہے۔" عائزہ آہستگی سے بولی:

ارسلان سر جھٹکتے ہوے باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

رات کو ارسلان اپنے کمرے میں واپس آیا۔ اس نے ڈائری کھولی اور لکھا:

"میں نے آج دیکھا کہ تاریخ زندہ ہے۔ یہ صرف پرانی کتابوں میں نہیں، یہ ان لڑکوں کی آنکھوں میں ہے جو انصاف مانگتے ہیں۔ یہ ان ماؤں کے آنسوؤں میں ہے جن کے بیٹے بے وجہ مارے جاتے ہیں۔ یہ وقت کا زہر ہے، مگر اس کا علاج بھی تاریخ ہی میں چھپا ہے۔"

"اے اللہ! مجھے وہ آنکھ عطا کر جو قبرستان میں چراغ دیکھ سکے۔" اس نے قلم رکھا اور دعا کی:

اس رات ارسلان پہلی بار پرسکون نیند سویا۔

اس نے خواب میں دیکھا: ایک بڑا ہال، جس میں پرانے مورخین، محدثین، اور مفکرین بیٹھے ہیں۔ سب کے ہاتھ میں قلم ہیں، اور سب ایک ہی جملہ لکھ رہے ہیں:

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وقت کا زہر صرف ایمان اور علم سے ٹوٹ سکتا ہے۔" پسینہ میں شرابور ارسلان نے پانی پیا اور خواب کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

رات کا پھیلتا ہوا سناٹا، پرانی عمارت کا نیم اندھیرا کمرہ، اور موم بتی کی زرد روشنی میں جھلملاتے اوراق—یہ سب صفیہ کی دنیا تھی۔ وہ ایک شاعرہ تھی، مگر اس کے اشعار خوشبو اور چاندنی کے نہیں، خون اور چیخوں کے تھے۔

صفیہ کی آنکھوں میں تھکن تھی۔ وہ کئی دنوں سے سو نہ سکی تھی۔ اس کے سامنے ایک ڈائری کھلی تھی، اور اس کے قلم کی نوک بار بار رک کر جیسے سوچتی ہو کہ کہاں سے آغاز کرے۔

Clubb of Quality Content

"آج پھر ایک لڑکی کو عزت کے نام پر قتل کیا گیا۔ آج پھر ایک ماں نے اپنے بیٹے کو کفن میں لپیٹ کر قبر کے حوالے کیا۔ آج پھر ایک نوجوان نے خود کو پنکھے سے لٹکا کر کہا، 'بابا، میری لاش لے جانا۔' یہ شہر اب کتاب نہیں، زہر سے بھرا ہوا کٹورا ہے۔" اس نے لکھنا شروع کیا:

قلم کی نوک لرز گئی۔ صفیہ نے کاغذ پر ہاتھ رکھا، جیسے الفاظ کو سہلا رہی ہو۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ آہستہ آہستہ اٹھی اور کمرے کے کونے میں رکھے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

آئینے میں اسے اپنا عکس دکھائی دیا، مگر وہ خود کو پہچان نہ سکی۔۔

"کیا میری شاعری کسی کا دکھ کم کر سکتی ہے؟ یا یہ بھی صرف کاغذوں میں بند رہ جائے گی؟ کیا لوگ میری آواز سنیں گے، یا یہ بھی وقت کے شور میں دب جائے گی؟"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس نے موم بتی کے قریب جا کر ڈائری کھولی اور زور سے پڑھا:

"اے وقت! تیرا زہر ہمارے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔

ہم سانس لیتے ہیں مگر مرے ہوئے ہیں۔

ہم بولتے ہیں مگر آوازیں بوجھ لگتی ہیں۔

ہم زندہ ہیں مگر قبروں میں چلتے ہیں۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صفیہ کو اپنی نانی کی بات یاد آئی۔

نانی اکثر حضرت خنساءؓ کا قصہ سناتی تھیں — عرب کی وہ شاعرہ جو اپنے بھائی کے مرنے پر روتی رہی، مگر جب اسلام آیا تو اس کی شاعری ایمان کی روشنی میں ڈھل گئی۔

اور جب اس کے چار بیٹے اسلام کی راہ میں شہید ہوئے، تو اس نے کہا:

"الحمدللہ کہ اللہ نے مجھے اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب کیا۔"

صفیہ نے سوچا:

"میں خنساء نہیں ہوں... مگر کیا میں بھی اپنی شاعری کو ایمان کی روشنی میں ڈھال سکتی ہوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اچانک کھڑکی کے باہر شور سنائی دیا۔

چند نوجوان جھگڑ رہے تھے۔ ایک نے گالی دی، دوسرا موبائل سے ویڈیو بنانے لگا۔

صفیہ نے کرسی کھینچی اور کھڑکی سے باہر جھانکا۔

وہ سب ایک ایسے معاشرے کی تصویریں تھے جو ٹوٹ رہا تھا۔

"ہماری نسل مر رہی ہے، مگر کسی کو پروا نہیں۔ لڑکیاں گولیوں کا نشانہ بنتی ہیں، لڑکے تنہائی میں دم توڑتے ہیں۔ اور جو زندہ ہیں وہ سکرین پر جھوٹی مسکراہٹ کے ساتھ زندہ لاشیں ہیں۔" صفیہ افسوس سے بڑبڑائی۔۔۔۔

یہ ایک بڑا شہر تھا۔ بلند و بالا عمارتیں، شور مچاتے ٹریفک کے ہجوم، گلیوں میں پھیلے کچرے کے ڈھیر، اور ہر چہرے پر دوڑتی بھاگتی زندگی۔ مگر انہی روشنیوں اور شور کے بیچ ایسے انسان بھی تھے جنہیں کوئی دیکھتا نہیں تھا—وہ مزدور جو صبح سورج نکلنے سے پہلے اپنی مزدوری کی تلاش میں نکلتے، اور رات گئے خالی جیبوں کے ساتھ واپس لوٹتے۔

سلیم انہی میں سے ایک تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

سلیم ایک دبلا پتلا آدمی تھا، جس کے چہرے پر غربت اور تھکن کی لکیریں واضح تھیں۔ اس کی عمر بمشکل پینتیس سال ہوگی مگر دکھ ایسے تھے کہ وہ پچاس سالہ بوڑھا دکھائی دیتا۔ اس کی بیوی رخسانہ اور دو بچے ایک تنگ و تاریک کمرے میں رہتے تھے۔ کمرہ جس کی چھت ٹپکتی تھی اور جس میں نہ بجلی کا پنکھا چلتا، نہ سکون کا سایہ۔

ہر صبح سلیم پرانے جوتے پہنتا، کاندھے پر ٹوٹی ہوئی جھولی ڈالتا، اور "چوک" کی طرف نکل جاتا—وہ جگہ جہاں مزدور روزگار کی امید میں کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ اور اس جیسے سینکڑوں مزدور گھنٹوں کھڑے رہتے، کبھی کسی راہ گیر کے رکنے پر دوڑتے، کبھی کسی گاڑی کے رکنے پر ہاتھ ہلاتے۔ لیکن زیادہ تر وہ صرف دھوپ اور مٹی کھاتے۔۔۔

کبھی کبھی اسے اینٹ اٹھانے کا کام مل جاتا، کبھی کسی دکان کا سامان ڈھونے کا۔ اجرت اتنی کم ہوتی کہ شام کو صرف آٹا اور سبزی خریدنے کے لائق رہتی۔

"سلیم، کب تک یہ حال رہے گا؟ بچے اسکول جانا چاہتے ہیں، میں ان کو کیا جواب دوں؟" رخسانہ اکثر روتے ہوئے کہتی:

سلیم خاموش رہتا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ سوال صرف رخسانہ کا نہیں، پورے معاشرے کا ہے۔ وہ سوال جو ہر مزدور کی آنکھوں میں جلتا ہے:

"ہم دن رات محنت کرتے ہیں، مگر کیوں غریب ہی رہتے ہیں؟"۔۔۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک دن سلیم چوک میں کھڑا تھا۔ پسینے سے شرابور، پیاسا، اور خالی ہاتھ۔ سامنے ایک شاندار گاڑی رکی۔ اندر سے ایک نوجوان اترا، مہنگے کپڑوں میں، ہاتھ میں قیمتی موبائل۔ اس نے مزدوروں کی طرف دیکھا اور ہنستے ہوئے کہا:

"یہ سب دن بھر کھڑے رہتے ہیں، پھر بھی ان کا حال نہیں بدلتا۔ شاید یہ محنت کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں۔"

یہ الفاظ سلیم کے دل پر زہر کی طرح گرے۔

"کیا واقعی ہم صرف دوسروں کا بوجھ اٹھانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں؟ کیا ہماری اپنی کوئی عزت نہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اسی رات وہ تھکن سے نڈھال بستر پر لیٹا اور اپنی ماں کی باتیں یاد کرنے لگا۔ ماں اکثر اسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا قصہ سناتی تھی۔ وہ خلیفہ جن کے زمانے میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ بچا، کیونکہ سب کی ضرورت پوری ہو گئی تھی۔

"اگر وہ دور تھا تو یہ دور کیوں نہیں؟ اگر اسلام نے مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دینے کا حکم دیا تھا تو آج ہمارا پسینہ زمین پر گر کر کیوں سوکھ جاتا ہے؟"

سلیم نے تکیے کے نیچے چھپے پرانے نوٹ نکالے۔ یہ اس کی جمع پونجی تھی، جو وہ بچوں کی تعلیم کے لیے رکھنا چاہتا تھا۔ مگر بجلی کا بل، علاج کا خرچ اور گھر کا کرایہ سب اس کے خوابوں کو چاٹ جاتے تھے۔

اگلے دن ارسلان اس کے کمرے میں آیا۔ اس نے میز پر پڑی شاعری دیکھی اور مسکرا کر کہا:

"تمہارے الفاظ جلتے کوئلے ہیں۔ لیکن بتاؤ، کیا یہ کوئلے روشنی بھی دے سکتے ہیں؟"

صفیہ نے تلخ لہجے میں کہا:

"ارسلان! میرے پاس روشنی کہاں سے آئے گی؟ میں تو روز خون دیکھتی ہوں، آنسو دیکھتی ہوں۔ میری شاعری چیخ ہے، روشنی نہیں۔"

"چیخ بھی روشنی بن سکتی ہے، اگر وہ چیخ دوسروں کو جگا دے۔ خنساءؓ نے اپنی چیخ کو ایمان کی مشعل بنا دیا تھا۔" ارسلان نے آہستہ کہا:

یہ سن کر صفیہ خاموش ہو گئی۔ اس کی آنکھوں میں پہلی بار امید کی چمک پیدا ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اس رات صفیہ نے اپنی ڈائری میں لکھا:

"میں اب صرف زخموں کی شاعری نہیں کروں گی۔ میں مرہم کی شاعری کروں گی۔ میں اپنی آواز کو دبنے نہیں دوں گی۔ کیونکہ میں خنساء کی بیٹی ہوں۔ میں اس امت کی بیٹی ہوں جس نے ظلم کے خلاف کلمہ بلند کیا۔"

اس نے قلم رکھ دیا اور پہلی بار کئی دنوں کے بعد سکون کی سانس لی۔

موم بتی کی روشنی میں اس کا کمرہ اب پہلے جیسا سیاہ نہیں لگ رہا تھا۔

صفیہ نے اپنی ڈائری بند کی اور سرگوشی کی:

"وقت کا زہر صرف اس وقت ٹوٹے گا جب ہم اپنی چیخ کو روشنی میں بدلیں گے۔"

____

اسٹوڈیو میں روشنی ہلکی ہے، پس منظر میں عائزہ کی بڑی خطاطی رکھی ہے:

"کُن فیکون"— جس کے گرد سنہری رنگ کے چھوٹے چھوٹے چراغ جل رہے ہیں۔

ایک اور طرف ارسلان کی تحریروں کے اقتباسات تصویری فریم میں لگے ہیں، مثلاً:

* "تاریخ وہ آئینہ ہے جس میں ہم اپنا چہرہ دیکھنے سے ڈرتے ہیں۔" *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میزبان مسکراتے ہوئے گفتگو کا آغاز کرتا ہے۔

"عائزہ صاحبہ، آپ کے پیچھے یہ خطاطی 'کُن فیکون' ہے، جسے دیکھ کر دل خود ہی رک جاتا ہے۔

آپ جب ایک painting یا خطاطی مکمل کرتی ہیں تو آپ کے اندر کیا تبدیلی آتی

ہے؟" میزبان نے مسکراتے ہوئے پینٹنگ کو دیکھتے ہوے بولی۔۔۔

"جب قلم کاغذ پر اترتا ہے تو میرے دل کے بوجھ بھی اتر جاتے ہیں۔

یہ painting صرف رنگ اور لکیریں نہیں، بلکہ میرا مکالمہ ہے—خدا کے ساتھ، وقت کے ساتھ، اور اپنے آپ کے ساتھ۔

آج کے نوجوان کے پاس یہ مکالمہ نہیں رہا، اسی لیے وہ خالی پن محسوس کرتے ہیں۔

فن دراصل وہ زبان ہے جو دل کی چیخ کو دعا بنا دیتی ہے۔" عائزہ نے مسکراتے ہوے ایک نظر اوڈینس پہ ڈالی اور پھر بولی:

"ارسلان صاحب، آپ کے فریم شدہ جملے 'تاریخ آئینہ ہے' کو پڑھ کر لگتا ہے کہ آپ ماضی کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ یہ تحریریں صرف مطالعہ نہیں لگتیں، بلکہ درد بھی رکھتی ہیں۔

آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ ہماری نسل ماضی کو پڑھ کر بھی سکون کیوں نہیں پاتی؟" میزبان نے اب کے ارسلان سے پوچھا۔۔۔

" کیونکہ ہم ماضی کو تاریخ کی کتاب سمجھتے ہیں، مگر وہ ہماری اپنی کہانی ہے۔

جب میں لکھتا ہوں تو میں ان آوازوں کو زندہ کرتا ہوں جو دبائی گئی تھیں۔

ہمارے نوجوان کے لیے سب سے بڑا زہر یہ ہے کہ وہ اپنی جڑوں کو بھول گئے ہیں۔

ایک درخت جڑوں کے بغیر سبز نہیں رہ سکتا۔ جب میں تاریخ لکھتا ہوں تو وہ زہر کا علاج ہے، کیونکہ یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم کہاں سے آئے اور کیوں زندہ ہیں۔" ارسلان نے میزبان کے سوال پہ گہری سانس لی اور پھر مسکراتے ہوئے بولا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آپ دونوں کے فن—خطاطی اور تحریر—میں ایک مشترکہ چیز ہے: درد۔ کیا یہ درد ہی اصل تخلیق ہے؟" ان کے جواب سن میزبان نے ایک نظر ایڈینس کو دیکھا جن کا شور یہ بتا رہا تھا کہ انہیں جواب پسند آئے اب کہ اس نے مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا اور اگلا سوال کیا۔۔۔۔

"جی ہاں۔ میں جب کوئی آیت لکھتی ہوں تو وہ میرے اندر کی ٹوٹ پھوٹ کو سنبھالتی ہے۔ ہر لکیر ایک دعا ہے، اور ہر دائرہ دل کا زخم۔" عائزہ نے پرسکون چہرے اور نرمی سے جواب دیا اس کے الفاظ تاثیر لیے ہوئے تھے۔۔۔۔

"اور میں جب کوئی واقعہ تحریر کرتا ہوں تو اس میں موجود خون اور آنسو صرف لفظ نہیں رہتے۔ وہ قاری کو جگاتے ہیں۔ فن تب زندہ ہوتا ہے جب وہ زہر کو دوا میں بدل دے۔" عائزہ کا جواب سن ارسلان نے اپنا نظریہ پیش کیا۔۔۔۔۔

"اگر یہ خطاطی اور تحریریں آج کے نوجوان کے سامنے رکھی جائیں تو آپ دونوں چاہتے ہیں کہ وہ ان سے کیا سیکھے؟" میزبان نے اب کے سوال بدلہ۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں چاہتی ہوں کہ وہ سیکھیں کہ سکون باہر کی دوڑ میں نہیں،اندر کی خاموشی میں ہے۔ ایک حرف کو لکھنے میں بھی صبر چاہیے،اور زندگی بھی اسی صبر سے چلتی ہے۔"عائزہ ارسلان اور میزبان کو دیکھتے ہوئے بولی:

"اور میں چاہتا ہوں کہ وہ جانیں کہ ہم صرف لمحۂ موجود نہیں،ہم صدیوں کی وراثت ہیں۔ اگر ہم نے اپنے زہر کو دوا میں بدلنا ہے تو ہمیں اپنی جڑوں کو دوبارہ پانی دینا ہو گا۔"ارسلان پرسکون لہجہ لیے بولا:

آخر میں کیمرہ عائزہ کی painting پر لے جایا گیا یقیناوہ بہت ہی خوبصورت پینٹنگ تھی۔۔۔۔۔۔—

"کُن فیکون"

(ہو جا،اور وہ ہو جاتا ہے)۔

آج کا ان انٹرویو ختم ہو چکا اڈینس کا شور میں وہ دونوں چہرے پر سکون تھے۔۔۔۔۔۔

چند دن بعد سلیم کی ملاقات حمزہ اور ارسلان سے ہوئی۔ وہ مزدوروں کے حالات پر تحقیق کر رہے تھے۔

حمزہ نے سلیم کے ہاتھ دیکھے، جن پر چھالے تھے، اور کہا:

"چاچا، یہ ہاتھ سونے کے ہیں۔ یہ ہاتھ عزت کے ہیں۔ مگر معاشرہ اندھا ہو گیا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ارسلان نے کہا:

"اسلام نے مزدور کے پسینے کو برکت کہا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: *'مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو'*۔ مگر آج ہم نے یہ حکم بھلا دیا ہے۔ اسی لیے یہ زہر ہمارے معاشرے کو کھا رہا ہے۔"

سلیم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"بیٹا، میں نے اپنی زندگی میں صرف ذلت دیکھی ہے۔ کیا کبھی ایسا وقت آئے گا کہ مزدور کو بھی عزت ملے گی؟"

حمزہ نے اس کا ہاتھ تھاما:

"ہاں چاچا، جب ہم سب مل کر آواز اٹھائیں گے۔ جب ہم صرف اپنے لیے نہیں، سب کے لیے لڑیں گے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس دن کے بعد سلیم تنہا نہیں رہا۔ حمزہ نے مزدوروں کو منظم کرنا شروع کیا۔ ارسلان نے ان کے مسائل پر لکھنا شروع کیا۔ عائزہ نے ان کی جدوجہد کو اپنے قلم سے امر کیا۔

سلیم کو لگا جیسے اس کی زندگی بے کار نہیں رہی۔

وہ شام کو بچوں کے ساتھ بیٹھا اور کہا:

"بیٹو، یاد رکھو۔ تمہارے ابا نے غربت دیکھی ہے، ذلت دیکھی ہے۔ مگر تمہیں یہ زہر نہیں دیکھنے دوں گا۔ تم پڑھو گے، آگے بڑھو گے، کیونکہ علم ہی اصل دولت ہے۔"

بچوں کی آنکھوں میں امید چمکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رات گئے سلیم دوبارہ چوک میں کھڑا تھا، مگر اس بار اس کے چہرے پر مایوسی نہیں، حوصلہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ راستہ لمبا ہے، مگر اس کے قدم رکیں گے نہیں۔

"وقت کا زہر ہمیں غلام بنا سکتا ہے، مگر اگر ہم صبر، ایمان اور اتحاد سے کھڑے ہو جائیں تو یہی زہر دوا بن جائے گا۔"

شہر کی مرکزی سڑک پر ہجوم تھا۔ نعرے بلند ہو رہے تھے، ہاتھوں میں بینرز تھے، پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی۔ نوجوانوں کے چہروں پر غصہ، آنکھوں میں تھکن اور دلوں میں امید اور مایوسی کی عجیب کشمکش۔ ان سب کے بیچ ایک دبلا پتلا لڑکا آگے بڑھ رہا تھا—

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تعلیم ہمارا حق ہے!"

"ہمیں انصاف چاہیے!"

"ہم بے روزگار کیوں؟"

یہ نعرے فضا میں گونج رہے تھے۔ حمزہ کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا پلے کارڈ تھا جس پر لکھا تھا:

"یہ ملک ہمارا ہے، مستقبل بھی ہمارا ہونا چاہیے!"

پولیس کی قطار کے سامنے آ کر وہ رک گیا۔ پسینے کی بوندیں اس کے ماتھے سے بہہ رہی تھیں مگر آواز بلند تھی:

"ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ ہم اپنے مستقبل کے قاتلوں کو بے نقاب کریں گے!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حمزہ کی کہانی

حمزہ ایک غریب گھرانے کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ ایک درزی تھا اور ماں گھروں میں کپڑے دھوتی تھی۔ بچپن سے ہی وہ پڑھائی میں اچھا تھا۔ اس کے خواب بڑے تھے—وہ انجینئر بننا چاہتا تھا۔ مگر جب تعلیم مکمل کی، تو بے روزگاری نے اس کے خواب کو چکنا چور کر دیا۔

کتنے دروازے کھٹکھٹائے، کتنے انٹرویوز دیے، مگر ہر جگہ جواب ایک ہی تھا:

"تجربہ چاہیے... یا سفارش چاہیے۔"

وہ شام کو گلی کے نکڑ پر دوستوں کے ساتھ بیٹھتا تو اکثر کہتا:

"ہماری نسل خواب دیکھنے سے پہلے ہی مر جاتی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جب یونیورسٹی کے دوستوں نے احتجاج کا فیصلہ کیا تو حمزہ سب سے آگے تھا۔

"اگر ہم نے اپنی آواز نہ بلند کی تو وقت کا زہر ہمیں خاموشی سے مار دے گا۔" حمزہ کہتا تھا۔۔

اس کی ماں اکثر اسے روکتی:

"بیٹا، یہ سب خطرناک ہے۔ پولیس تمہیں پکڑ لے گی۔ ہم غریب لوگ ہیں، ہمارے پاس کوئی سہارا نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حمزہ مسکرا دیتا مگر دل کے اندر آگ جلتی رہتی۔

"اگر میں بھی خاموش رہا تو کل کوئی اور ماں بھی یہی رونا روئے گی۔"

اس دن سڑک پر اچانک ہنگامہ ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھیاں چلائیں۔ نوجوان بھاگنے لگے۔

آنسو گیس کے شعلے ہوا میں پھیل گئے۔

حمزہ نے کھانسنے کے باوجود بینر مضبوطی سے تھامے رکھا۔

ایک پولیس والے نے ڈنڈا مارا، مگر حمزہ نے چیخ کر کہا:

"تم بھی تو ہمارے بھائی ہو! کیوں ظلم کرتے ہو؟"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

پولیس والے کے چہرے پر لمحے بھر کو نرمی آئی، مگر حکم کی آواز بلند ہوئی:

"سب کو منتشر کرو!"

ڈنڈے برسے۔ حمزہ زمین پر گر گیا۔ اس کے ہاتھ سے بینر چھوٹ گیا مگر دل کی آگ نہ بجھی۔

رات کو جب وہ ہوش میں آیا تو ہسپتال کے بستر پر تھا۔ بازو پر پٹی بندھی تھی۔ سامنے ارسلان کھڑا تھا۔

ارسلان نے دکھ بھری آواز میں کہا:

"حمزہ! تم جانتے ہو، تمہارا جذبہ سچا ہے۔ مگر یہ راستہ صرف زخمی کرے گا۔ ہمیں اس زہر کا علاج صرف احتجاج سے نہیں، ایمان اور علم سے ملے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حمزہ نے کمزور مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"ارسلان بھائی... اگر ہم خاموش رہیں تو یہ زہر ہمیں کھا جائے گا۔ میں جانتا ہوں، میرے پاس دولت نہیں، طاقت نہیں، مگر آواز ہے۔ اور یہ آواز میں بیچوں گا نہیں۔"

ارسلان نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا:

"تمہیں پتہ ہے، حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی ایک نوجوان تھے۔ ان کے پاس دنیا کی دولت تھی، مگر انہوں نے سب چھوڑ دیا اور اسلام کے پیغام کے لیے جدوجہد کی۔ وہ مدینہ کے پہلے سفیر بنے۔ ان کا ہتھیار دولت نہیں، علم اور کردار تھا۔"

حمزہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"کاش ہمارے پاس بھی ایسا مقصد ہوتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہے، حمزہ! ہمارا مقصد ہے وقت کے زہر کو توڑنا۔ اور یہ صرف اتحاد، ایمان اور علم سے ہو گا۔" ارسلان مسکراتے ہوئے بولا اور باہر کی طرف بڑھ گیا جبکہ حمزہ اب سوچوں میں ڈوب چکا تھا۔۔۔

چند دن بعد جب وہ صحت یاب ہوا، تو دوبارہ ورکشاپ آیا جہاں عائزہ اور صفیہ بھی موجود تھیں۔

"میں اب صرف احتجاج نہیں کروں گا۔ میں نوجوانوں کو جمع کروں گا، ہم سب کو اصل علم سکھائیں گے، قرآن اور تاریخ کو پڑھیں گے۔ ہم صرف آواز نہیں، عمل بھی ہوں گے۔" حمزہ نے کہا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صفیہ نے اس کی بات پر سر ہلایا:

"ہمارے الفاظ تمہارے ساتھ ہیں۔"

عائزہ نے قلم بڑھاتے ہوئے کہا:

"اور یہ قلم بھی۔ تمہارا راستہ اب تنہا نہیں۔"

حمزہ نے قلم ہاتھ میں لیا اور کہا:

"وقت کا زہر ہم سب کے خون میں ہے۔ مگر اگر ہم اکٹھے ہوں تو یہی خون روشنی بن جائے گا۔"

اس کے لہجے میں وہی عزم تھا جو ایک نئی تاریخ لکھنے والوں کے پاس ہوتا ہے۔

شہر کے جدید حصے میں ایک بلند و بالا عمارت تھی، شیشے کی چمکتی ہوئی دیواروں کے ساتھ۔ اندر اے سی کی ٹھنڈی ہوا، نیون لائٹس کی روشنی، اور بڑے بڑے ٹی وی اسکرینز پر جھلملاتے رنگ۔ یہ ایک مشہور نیوز چینل کا دفتر تھا۔

یہاں دن رات خبر بنتی تھی، مگر سچ کی نہیں، ریٹنگز کی۔

ندا اس چینل کی صحافی تھی۔ جوان، پرعزم اور خوابوں سے بھری ہوئی۔ یونیورسٹی میں اس نے ہمیشہ یہی کہا تھا:

"میڈیا قوم کی آنکھ ہوتا ہے۔ میرا قلم عوام کی آواز ہو گا۔"

مگر جب وہ اس چینل میں داخل ہوئی تو جلد ہی جان گئی کہ یہاں آنکھوں پر پٹی باندھی جاتی ہے۔

"سچ وہ نہیں جو حقیقت ہے، سچ وہ ہے جو بیچا جا سکے۔" ایڈیٹر اکثر کہتا تھا:

ندا کو جھٹکا لگا۔

"کیا یہ وہی میڈیا ہے جسے میں روشنی سمجھتی تھی؟"

ایک دن شہر میں مزدوروں کا احتجاج ہوا۔ ندا خود وہاں موجود تھی۔ اس نے دیکھا کہ پولیس نے مظاہرین پر لاٹھیاں برسائیں، عورتیں اور بچے زخمی ہوئے۔ مگر دفتر پہنچنے پر ایڈیٹر نے کہا:

"یہ سب چھوڑو۔ رپورٹ ایسے لکھو کہ یہ احتجاج ملک دشمن عناصر کی سازش لگے۔ تصویریں ایسی لگاؤ جن میں ہجوم خطرناک لگے۔ عوام کو یہ دکھاؤ کہ یہ سب فساد کرنے والے ہیں۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ندا کے دل میں آگ جل اٹھی۔

"لیکن سر، حقیقت تو یہ نہیں!"

ایڈیٹر ہنسا:

"حقیقت کون سی بیچی جاتی ہے؟ عوام ڈرامہ چاہتے ہیں، اور ہم انہیں وہی دیتے ہیں۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

ندا نے محسوس کیا کہ میڈیا اب روشنی نہیں رہا، بلکہ زہر کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔

جھوٹ بار بار دہرایا جاتا اور پھر وہی "سچ" بن جاتا۔

معصوم لوگ دہشتگرد بنا دیے جاتے۔

حقیقی مظلوموں کی آواز دبائی جاتی۔

سچ کو "ریٹنگ" کے نیچے دفنا دیا جاتا۔

---........

ایک دن ندا کی ملاقات ارسلان سے ہوئی۔ وہ ایک سیمینار میں ملی جہاں ارسلان نے کہا:

"وقت کا سب سے خطرناک زہر یہ ہے کہ سچ کو قتل کر دیا جائے۔ جب معاشرہ جھوٹ پر یقین کرنے لگتا ہے تو پھر حق اور باطل کی پہچان ختم ہو جاتی ہے۔"

"ارسلان بھائی، میں میڈیا میں ہوں۔ میں ہر روز دیکھتی ہوں کہ کس طرح سچ دبایا جاتا ہے۔ میں چاہتی ہوں چیخوں، مگر میری آواز بند کر دی جاتی ہے۔" ندا نے کانپتی آواز میں کہا:

"ندا، یاد رکھو قرآن کہتا ہے: *'اور سچ کو سچائی کے ساتھ ظاہر کرو اور جھوٹ کو نہ چھپاؤ۔'* تمہارا قلم تمہاری امانت ہے۔ اگر سب لوگ جھوٹ بولیں، پھر بھی ایک آواز کافی ہے۔" ارسلان نے نرمی سے کہا:

-------------....

ندا کو وہ وقت یاد آیا جب اسلامی تاریخ کے مورخین نے اپنی جانیں داؤ پر لگا کر حقیقت لکھی۔

امام طبریؒ نے اپنی کتاب *تاریخ الامم والملوک* میں وہ واقعات بھی قلم بند کیے جو طاقتور حکمرانوں کو ناگوار تھے۔

امام بخاریؒ نے لاکھوں حدیثوں میں سے صرف صحیح احادیث کو جمع کیا، اس یقین کے ساتھ کہ سچ ہی دین کی بنیاد ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ندا نے سوچا:

"اگر وہ سچ کے لیے جان دے سکتے ہیں، تو میں کم از کم اپنی آواز تو اٹھا سکتی ہوں۔"

چند دن بعد اسے ایک اور رپورٹ کا کام ملا۔ اس بار ایک بستی کو جلایا گیا تھا۔ ایڈیٹر نے حکم دیا:

"یہ خبر نہ دکھاؤ۔ بس اتنا لکھو کہ یہ ایک حادثہ تھا۔"

ندا کے ہاتھ کانپ گئے۔ اس نے قلم اٹھایا اور اصل حقیقت لکھ ڈالی۔

اس رپورٹ کے نشر ہوتے ہی ہنگامہ مچ گیا۔ چینل پر دباؤ آیا، ندا کو نوکری سے نکال دیا گیا۔

مگر اس کی روح ہلکی ہو گئی۔

"میں جھوٹ کے اندھیرے میں زندہ رہ کر مرنا نہیں چاہتی۔ میں سچ کی قیمت دے کر جینا چاہتی ہوں۔"

ندا بعد میں عائزہ، حمزہ اور صفیہ کے ساتھ جا ملی۔ اس نے کہا:

"میرا قلم اب تمہارے ساتھ ہے۔ میں میڈیا کے زہر کے خلاف آواز بنوں گی۔"

صفیہ نے کہا:

"تمہاری خبر ہماری شاعری ہے، ندا۔ اور جب سچ لفظ اور آواز میں مل جاتا ہے تو وہ زہر کا توڑ بن جاتا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ندا نے اپنی ڈائری میں لکھا:

"وقت کا سب سے بڑا زہر جھوٹ ہے۔ اور اس کا علاج صرف ایک ہے—سچائی، چاہے وہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔"

شہر کے ایک پوش علاقے میں ایک فلیٹ تھا۔ صاف ستھرا، ہر کمرے میں اے سی، جدید فرنیچر، مگر پھر بھی اندر ایک وحشت تھی۔

یہ فلیٹ عادل کا تھا۔

عادل بظاہر کامیاب تھا: اچھی نوکری، نئی گاڑی، برانڈڈ کپڑے، اور سوشل میڈیا پر ہزاروں فالورز۔

مگر اندر سے وہ ٹوٹا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے کمرے کی دیوار پر لگے آئینے میں اکثر ایک خالی چہرہ جھلکتا— آنکھیں بے رونق، ہونٹ ساکت، اور دل پر بوجھ۔

عادل کی زندگی دوسروں کے لیے تھی، اپنے لیے نہیں۔

ہر روز وہ انسٹاگرام پر مسکراتی سیلفی پوسٹ کرتا، دفتر میں قہقہے لگاتا، دوستوں کے ساتھ کیفے میں بیٹھتا۔

مگر جب رات آتی، اور کمرے میں صرف خاموشی ہوتی، تو وہ اپنے اندر کے شور کو سننے سے ڈرتا۔

اکثر وہ سوچتا:

"میں اتنا دکھا رہا ہوں، مگر اصل میں میرے پاس ہے کیا؟ دوست؟ نہیں۔ سکون؟ نہیں۔ مقصد؟ کچھ بھی نہیں۔"

اس کی زندگی میں ایک دن آیا جب وہ دفتر سے واپس آیا اور موبائل کھولا۔ درجنوں نوٹیفکیشن تھے، مگر کوئی ایک حقیقی پیغام نہیں۔

کسی نے حال نہیں پوچھا، کسی نے دل کی خبر نہیں لی۔

وہ بستر پر لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ سوچنے لگا:

* "کیا میں واقعی زندہ ہوں یا صرف ایک مشین ہوں جو لائکس اور کمنٹس پر چلتی ہے؟" *

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہی وقت کا زہر تھا—تنہائی۔

وہ زہر جو سب کے بیچ میں رہتے ہوئے بھی انسان کو اندر سے کھا جاتا ہے۔

ایک رات عادل نے الماری سے پرانی ڈائری نکالی۔ اس میں لکھا تھا:

"جب میں بچہ تھا تو خواب دیکھتا تھا کہ ایک دن بڑا ہو کر دنیا بدلوں گا۔ آج میں بڑا ہوں، مگر دنیا بدلنے کے بجائے خود ہی بدل گیا ہوں... اور شاید ٹوٹ بھی گیا ہوں۔"

اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ اس نے سوچا کہ بس اب یہ سفر ختم کر دے۔

"کیا میری زندگی کی کہانی یہیں ختم ہو جائے گی؟"

اسی لمحے ندا (وہی صحافی) اس سے ملنے آئی۔ وہ دونوں یونیورسٹی کے زمانے سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ ندا نے عادل کی آنکھوں میں دیکھا اور کہا:

"عادل، تم ٹھیک ہو؟ تمہاری آنکھیں کچھ اور کہہ رہی ہیں۔"

عادل ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا:

"ہاں، میں ٹھیک ہوں۔ میرے پاس سب کچھ ہے۔"

ندا نے سخت لہجے میں کہا وہ اس کی دوست تھی وہ جانتی تھی کیسے اور کیوں آج وہ ان حالات کا سامنا کر رہا تھا۔۔

"سب کچھ؟ یا صرف دکھاوا؟ تم اندر سے خالی ہو، اور یہ وقت کا سب سے بڑا زہر ہے۔"

"ندا، میں اکیلا ہوں۔ ہزاروں لوگ مجھے جانتے ہیں، مگر حقیقت میں کوئی میرا نہیں۔" عادل اب کا کھڑی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"عادل، یاد رکھو رسول ﷺ نے فرمایا: *'مومن مومن کے لیے دیوار کی طرح ہے، ایک دوسرے کو سہارا دیتا ہے۔'* ہم نے یہ سہارا کھو دیا ہے، اسی لیے ہم سب تنہا ہیں۔ لیکن تم ابھی زندہ ہو، تمہارے پاس موقع ہے۔ اپنے اندر کی سچائی کو قبول کرو، لوگوں کے ساتھ جڑو، جھوٹی دنیا چھوڑو۔" ندا نے عادل کو سمجھاتے ہوئے بولی:

"کیا واقعی میں بدل سکتا ہوں؟"عادل نے دھیرے سے کہا:

ندا مسکرائی اور اس نے عادل کے پرسوچ چہرہ کو دیکھا۔۔۔

"ہاں، جب تم دوسروں کے لیے زندہ ہونا شروع کرو گے تو اپنی تنہائی ختم ہو جائے گی۔ خود کو قید مت کرو۔ باہر نکلو، مدد کرو، تعلقات کو زندہ کرو۔ یہی علاج ہے۔"ندا عادل کے چہرے کے تاثرات پہ غور کرتے ہوئے بولی:

ندا نے اسے حضرت بلالؓ کا قصہ سنایا:

"وہ غلام تھے، کوڑے کھاتے، پتھروں تلے دبائے جاتے۔ مگر ان کے دل میں *احد، احد* کی صدا تھی۔ ان کے پاس دنیاوی طاقت نہیں تھی، مگر ایمان نے انہیں تنہا نہیں رہنے دیا۔ آج دنیا انہیں یاد کرتی ہے۔"

عادل نے آنکھیں بند کیں اور کہا:

"شاید میں بھی اپنے زہر کو علاج میں بدل سکتا ہوں۔"

کچھ دن بعد عادل نے اپنا سوشل میڈیا بند کر دیا۔ اس نے محلے کے ایک اسکول میں بچوں کو پڑھانا شروع کیا۔

وہ ہنستا، بچوں کے ساتھ کھیلتا، اور پہلی بار محسوس کرتا کہ وہ زندہ ہے۔

"میں نے آج ایک بچے کو پہلا کلمہ پڑھایا۔ ندا، میرا دل ہلکا ہو گیا ہے۔" عادل نے شام کو ندا کو میسج کیا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ عادل کی بہترین دوست تھی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہی ہے اصل زندگی۔ جب تم دوسروں کے دلوں میں امید جگاتے ہو تو اپنی تنہائی ختم ہو جاتی ہے۔" ندا مسکراتے ہوئے بولی:

یقیناوہ فلاح پانے والا تھا۔۔۔۔۔

شہر کے پرانے حصے میں، جہاں گلیاں خستہ مکانوں کے بوجھ سے جھکی ہوئی تھیں اور چھتوں سے مٹی کے ذرے جھڑتے رہتے تھے، وہاں ایک چھوٹی سی دکان تھی۔ دکان پر ٹوٹی ہوئی لکڑی کا دروازہ، زنگ آلود قفل، اور اندر دھندلی روشنی۔ یہ فرید کی ورکشاپ تھی۔

فرید ایک بوڑھا کاریگر تھا۔ اس کے ہاتھوں کی رگیں ابھر چکی تھیں، کمر جھک گئی تھی، مگر نگاہ میں وہی چمک تھی جو ایک ماہر فنکار کی ہوتی ہے۔ وہ لکڑی سے ایسی خوبصورت چیزیں

تراشا کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ چھوٹے صندوق، قرآن کے رحل، نازک دروازوں پر نقش و نگار... سب کچھ اس کے ہاتھوں میں زندہ ہو جاتا۔

"یہ لکڑی محض لکڑی نہیں، یہ اللہ کی نعمت ہے۔ اگر میں اس پر اچھا کام کروں تو یہ میرا صدقہ جاریہ ہے۔" وہ اکثر کہتا تھا۔۔

مگر اب اس کی دکان سنسان رہتی۔ نئی نسل کو ہاتھ سے بنی چیزوں میں دلچسپی نہیں تھی۔ وہ سب مشینوں کے تیار کردہ سامان کو ترجیح دیتے تھے۔

کبھی کوئی پرانا گاہک آ بھی جاتا تو کہتا:

"فرید بھائی، یہ سب تو اب پرانا ہو گیا۔ اب لوگ پلاسٹک اور فیکٹری کا سامان لیتے ہیں۔ سستا بھی ہے اور جلدی بھی۔"

یہ سن کر فرید صرف مسکرا دیتا۔ مگر دل کے اندر وہ زہر اتر جاتا۔ وہ سوچتا:

"کیا میرا فن بھی میرے ساتھ مر جائے گا؟ کیا میرے بعد کوئی یہ ہنر زندہ رکھے گا؟"

ایک دن ارسلان اور عائزہ اس کی دکان پر آئے۔

فرید لکڑی پر باریک نقش تراش رہا تھا۔ اس نے ہاتھ روکا اور بولا:

"آؤ بیٹا، آؤ بیٹی۔ تم لوگ شاید میری دکان پر آخری مہمان ہو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ایسا کیوں کہتے ہیں، فرید چاچا؟" عائزہ نے مسکرا کر کہا:

"کیونکہ یہ فن اب کوئی نہیں سیکھنا چاہتا۔ یہ وقت کا زہر ہے۔ نئی نسل کو صبر نہیں۔ وہ چاہتے ہیں ہر چیز ایک کلک پر مل جائے۔ لکڑی کو چھو کر اس کی خوشبو کو محسوس کرنا اب کس کو یاد ہے؟" بوڑھا کاریگر ہنسا، مگر ہنسی میں کڑواہٹ تھی:

ارسلان نے فرید کے ہاتھ کو دیکھا، جس پر چھالے تھے۔

"چاچا، یہ چھالے آپ کی عظمت کی گواہی ہیں۔ یہ ہاتھ وقت کی زبان ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فرید نے سر ہلایا:

"مگر وقت بدل گیا ہے، بیٹا۔ لوگ کہتے ہیں میرا ہنر بے کار ہے۔"

"ہنر کبھی بے کار نہیں ہوتا۔ قرآن میں بھی فرمایا گیا کہ *'ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا'*۔ اللہ نے انسان کو ہاتھ دیے تاکہ وہ تخلیق کرے۔ آپ کا فن ایک عبادت ہے۔" عائزہ نے آہستگی سے کہا:

یہ سن کر فرید کی آنکھیں نم ہوئی۔۔۔۔

فرید نے یاد کیا کہ جب وہ جوان تھا، تو استاد کے ساتھ بیٹھ کر دن رات ہنر سیکھتا۔

استاد اکثر کہتا:

"بیٹا، لکڑی پر پہلا وار کبھی جلدی نہ کرنا۔ صبر سے تراشنا، کیونکہ صبر ہی فن کو زندہ رکھتا ہے۔"

فرید نے گہری سانس لی اور کہا:

"آج لوگ صبر کھو بیٹھے ہیں۔ اسی لیے ان کے گھر خالی ہیں، ان کے دل خالی ہیں۔ وہ صبر کے بغیر سب کچھ چاہتے ہیں۔ یہی وقت کا زہر ہے۔"

کچھ دن بعد حمزہ بھی اس دکان پر آیا۔ وہ زخمی ہاتھوں کے ساتھ اب بھی پر جوش تھا۔

"چاچا، میں چاہتا ہوں نوجوان آپ سے یہ فن سیکھیں۔ ہمیں صرف احتجاج نہیں، کچھ بنانے کی ضرورت ہے۔ آپ ہمیں صبر اور ہنر سکھائیں گے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

فرید نے حمزہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"بیٹا، اگر تمہارے جیسے نوجوان یہ بوجھ اٹھانے کو تیار ہیں تو یہ فن نہیں مرے گا۔"

"چاچا، آپ جانتے ہیں کہ اسلامی تہذیب فنونِ لطیفہ میں بھی آگے تھی۔ قرطبہ کی مساجد، سمرقند کے مینار، عثمانیوں کی خطاطی... یہ سب ہاتھوں کے ہنر کا نتیجہ تھے۔ اگر ہمارے آبا نے صرف جلدی کو ترجیح دی ہوتی، تو یہ سب کبھی پیدا نہ ہوتا۔" ارسلان نے کہا:

فرید نے سر ہلایا اور آہستہ کہا:

"سچ ہے بیٹا۔ جب صبر ختم ہوتا ہے، تہذیبیں مر جاتی ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس دن کے بعد فرید نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا فن اکیلا دفن نہیں کرے گا۔

اس نے دکان میں چند نوجوان شاگرد بٹھائے، اور ان کو لکڑی تراشنا سکھانا شروع کیا۔

"یہ صرف لکڑی نہیں، یہ صبر کا سبق ہے۔ اگر تم نے یہ سیکھ لیا تو تمہیں وقت کا زہر کبھی چھو نہیں پائے گا۔" وہ سب سے کہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

دکان کی ٹوٹی چھت سے روشنی اندر آرہی تھی۔

فرید نے ایک رحل پر قرآن رکھا اور کہا:

"اگر ہم اپنے ہاتھوں کو صبر سکھادیں، تو دل بھی زہر سے پاک ہو جائے گا۔"

نوجوانوں نے سر جھکا کر "جی" کہا۔

یوں لگا جیسے صدیوں پرانا ہنر ایک بار پھر زندہ ہو گیا ہو۔

کمرہ شام کی مدھم روشنی سے بھرا ہوا تھا۔ عائزہ نے سب کو ایک ساتھ بلایا تھا۔

عادل، نِدا، ارسلان، حمزہ اور صفیہ — سب ایک ہی کمرے میں بیٹھے تھے۔ دیواروں پر عائزہ کی خطاطی لگی ہوئی تھی اور سامنے لکڑی کی میز پر قرآن کھلا ہوا تھا۔

سب حیران تھے کہ عائزہ نے اچانک کیوں بلایا ہے۔

عائزہ نے نرمی سے کہا:

"تم سب ہمیشہ مجھے سنتے ہو، میں تمہیں قرآن، حدیث اور تاریخ سناتی ہوں۔ مگر آج...

آج میں چاہتی ہوں کہ تم میری اپنی کہانی سنو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے کے کونے میں موجود پرانی کھڑکی کے پاس گئی۔ کھڑکی کے باہر شام کا آسمان سرخ اور نیلا رنگ اوڑھے کھڑا تھا۔ عائزہ نے ایک لمحہ کھڑکی سے باہر دیکھا، پھر گہری سانس لی اور بولنا شروع کیا۔

"میں بھی کبھی تمہاری طرح خواب دیکھتی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ شادی کے بعد ایک

پرسکون زندگی ہوگی۔ مگر تین سال بعد مجھے صرف ایک لفظ نے بدل کر رکھ دیا—

طلاق۔"

نِدا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے نظریں جھکا لیں۔ عادل نے حیرت سے آنکھیں پھیلا دیں۔

ارسلان اور حمزہ بالکل سن ہو گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزہ نے اپنی کہانی جاری رکھی:

"طلاق صرف ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر نہیں ہوتی۔ یہ عورت کے اندر گویا طوفان برپا کر

دیتی ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ میں بانجھ ہوں۔ لوگ پوچھتے تھے کہ میں واپس اپنے میکے کیوں

نہیں جاتی۔ مجھے بار بار کہا گیا کہ اب میری زندگی ختم ہے۔"

بی

وہ لمحہ بھر رکی۔ کھڑکی سے آتی ہوا نے اس کے دوپٹے کو ہلکا سا اڑا دیا۔ عائزہ جیسے ماضی کے سفر میں کھو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

بارش کی بوندیں چھت کے زنگ آلود ٹین پر گر کر شور مچا رہی تھیں۔ کمرے میں نیم تاریکی تھی۔ کھڑکی کے پردے کے پیچھے بھیگی ہوا آتی تو عائزہ کے چہرے سے بال الجھ جاتے۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا سکوت تھا، جیسے اندر کے طوفان کو قید کر رکھا ہو۔

یہ شادی کے ابتدائی سال کے بعد کا وقت تھا۔ دلہن بن کر آئی تھی تو ہر کوئی کہتا تھا:

"کتنی پڑھی لکھی ہے، بولنے میں نرمی ہے، قسمت والا ہے یہ گھر!"

مگر وقت کے ساتھ وہ سب تعریفیں ہوا ہو گئیں۔ اب صرف ایک سوال رہ گیا تھا:

"بچہ کیوں نہیں ہوا؟"

کچن میں برتنوں کی کھڑ کھڑاہٹ کے ساتھ سرگوشیاں شروع ہو جاتیں۔

"ابھی تک خبر نہیں آئی؟"

"شاید نصیب ہی کالے ہیں اس لڑکی کے..."

"ہمارے بیٹے کی جوانی ضائع کر دے گی!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزہ برتن دھوتے دھوتے رک جاتی۔ اس کے ہاتھوں میں جھاگ خشک ہو جاتی لیکن دل میں بھڑکنے والی آگ بجھنے کا نام نہ لیتی۔

شوہر، جو کبھی اس کی کتابوں کی تعریف کرتا تھا، اب اس کے کمرے میں آتا تو چہرے پر بوجھ لئے بیٹھتا۔ ایک دن اس نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا:

"عائزہ! لوگ کیا کہیں گے؟ تین سال ہو گئے ہیں۔ تم نے مجھے شرمندہ کر دیا ہے۔"

عائزہ نے دھیرے سے کہا:

"یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے... تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شوہر کی آنکھوں میں سختی آ گئی۔

"اللہ کے اختیار میں؟ یا تمہاری نالائقی کی وجہ سے؟"

اس ایک جملے نے عائزہ کے وجود کو کاٹ دیا۔ وہ رات کو جاگتی رہی۔ چھت کی سیاہ لکیر کو گھورتے ہوئے سوچتی رہی:

"کیا عورت صرف ماں بننے کے لیے پیدا ہوئی ہے؟ کیا میری پہچان، میری تعلیم، میرا جذبہ سب بے کار ہیں؟"

وہ دن بھی آیا جب کمرے کی میز پر سفید کاغذ رکھا تھا۔ کاغذ پر صرف تین لفظ تھے۔

طلاق۔ طلاق۔ طلاق۔

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ کاغذ کا بوجھ اس کی ہڈیوں پر رکھ دیا گیا تھا۔ شوہر سامنے کھڑا بے تاثر لہجے میں بولا:

"میری زندگی میں اولاد چاہیے، عائزہ۔ تم نہیں دے سکتیں، تو میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں رہتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزہ کی سماعت بند ہو گئی۔ سب کچھ دھندلا سا لگنے لگا۔ کمرہ گھومنے لگا۔ وہ کاغذ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور فرش پر جا گرا۔

محلے بھر میں خبر پھیل گئی۔ گلی کے نکڑ پر عورتیں کھڑی سرگوشیاں کرتیں۔

"بانجھ ہے... اسی لیے طلاق ملی۔"

"اب کون اسے قبول کرے گا؟"

"اس کی زندگی تو برباد ہو گئی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جب وہ اپنے میکے آئی تو ماں کے چہرے پر بھی بوجھ تھا۔ ماں نے اسے گلے لگایا لیکن آنکھوں سے بہتے آنسو سب کچھ کہہ گئے۔

"بیٹی... ہمت رکھ۔ اللہ بڑا ہے۔"

رات کو تنہا کمرے میں عائزہ نے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے تھے،

ہونٹوں پر سوکھی ہوئی لکیر، مگر نگاہوں میں ایک سوال تھا۔

"کیا میری زندگی ختم ہو گئی؟ کیا میں اب صرف ایک بدنما دھبہ ہوں؟"

چند لمحوں کے بعد، اس نے اپنے آنسو پونچھے۔ آنکھوں میں عزم کی کرن جاگ اٹھی۔

*"نہیں... میں مروں گی نہیں۔ میں خود کو ثابت کروں گی۔ میں دکھاؤں گی کہ عورت کی

پہچان صرف اولاد نہیں، اس کا علم، اس کا ہنر، اس کا ایمان بھی ہے۔"*

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

....

رات گہری ہو چکی تھی۔ عائزہ کے کمرے میں صرف ایک مدھم بلب جل رہا تھا۔ وہ فرش

پر بچھی پرانی دری پر بیٹھی تھی۔ سامنے رکھی ایک پرانی ڈائری اور قلم اس کا واحد سہارا تھے۔

کھڑکی سے باہر گلی کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔ کچھ عورتیں برآمدے میں بیٹھی سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

"یہ ہے وہ... جسے شوہر نے چھوڑ دیا۔"

"اب یہ کسی کے کس کام کی؟"

"میکے والے بھی کب تک پالیں گے؟"

یہ جملے دیواروں سے ٹکرا کر اس کے کانوں میں گونجتے۔ عائزہ کا دل چاہتا کانوں کو بند کر لے، مگر آوازیں جیسے اندر اترتی جا رہی تھیں۔

دن کے اوقات بھی آسان نہ تھے۔ جب وہ بازار جاتی تو دکاندار کے چہرے پر ایک عجیب سی ترحم آمیز مسکراہٹ ہوتی۔ عورتیں راستہ کاٹ کر گزر جاتیں۔ کچھ نوجوان لڑکے تضحیک بھرے انداز میں کہتے:

"ہائے... ایسی شکلیں بھی کوئی چھوڑ دیتا ہے؟"

یہ طنز، یہ تحقیر، یہ ترس عائزہ کو ٹکڑوں میں بانٹ دیتا۔ مگر اندر کہیں ایک شعلہ جلتا تھا۔ وہ اپنے آپ سے کہتی:

"میں اگر ٹوٹ جاؤں گی، تو یہ لوگ جیت جائیں گے۔ مجھے نہیں ٹوٹنا۔"

ماں بھی اکثر رات کو اس کے پاس آکر بیٹھی رہتی۔ ہاتھوں سے اس کا سر سہلاتی اور بس اتنا کہتیں:

"بیٹی، لوگ کچھ بھی کہیں، اللہ سب دیکھ رہا ہے۔"

لیکن ماں کی آنکھوں کے آنسو عائزہ کو اور زیادہ بے بس کر دیتے۔ وہ جانتی تھی کہ ماں اپنی بیٹی کے مستقبل سے ڈری ہوئی ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایک دن عائزہ کمرے میں بیٹھی رو رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر اس پرانی ڈائری پر پڑی۔
اس نے صفحہ کھولا اور کانپتے ہاتھوں سے لکھنا شروع کیا:

* "آج میں نے سب کچھ کھو دیا ہے، مگر میں اپنا آپ نہیں کھونا چاہتی۔ لوگ کہتے ہیں میں بانجھ ہوں۔ شاید ٹھیک کہتے ہیں، مگر کیا بانجھ پن صرف پیٹ کا ہوتا ہے؟ کیا دل، دماغ اور خواب بھی بانجھ ہو جاتے ہیں؟ اگر میں زندگی پیدا نہیں کر سکتی تو کیا خواب پیدا نہیں کر سکتی؟ اگر میں ماں نہیں بن سکتی تو کیا استاد، رہنما اور رہبر نہیں بن سکتی؟" *

اس رات کے بعد عائزہ نے فیصلہ کر لیا۔

وہ صرف رونے والی عورت نہیں ہوگی۔ وہ سماج کو بتائے گی کہ عورت کی اصل پہچان اس کا عزم ہے۔

....

ٹ

--.........

صبح کے وقت سورج کی کرنیں کھڑکی سے اندر آ رہی تھیں۔ عائزہ کے کمرے میں پرندوں کی چہچہاہٹ سنائی دیتی تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اور پہلی بار اس کے چہرے پر اداسی کے بجائے ایک خاموش عزم دکھائی دے رہا تھا۔

رات کی ڈائری نے اس کے دل میں ایک چراغ جلا دیا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ رونا اب کوئی حل نہیں۔

"اگر اللہ نے مجھے علم دیا ہے، سوچ دی ہے، تو یہ سب کسی مقصد کے لیے ہے۔"

اس نے پرانی کتابوں کو الماری سے نکالا۔ ان پر جمی دھول صاف کی۔ کتابوں کی خوشبو جیسے اس کے دل کی اداسی کو کم کر رہی تھی۔ وہ برسوں سے خواب دیکھتی آئی تھی کہ ایک دن تعلیم کے ذریعے عورتوں کو آگاہی دے گی۔ آج وہ خواب اس کی پکار بن گیا۔

ماں کمرے میں آئی۔ عائزہ کتابوں کے ڈھیر کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"یہ سب کیا ہے بیٹی؟" ماں نے حیرانی سے پوچھا۔

عائزہ نے مضبوط لہجے میں کہا:

"اماں، میں نے فیصلہ کیا ہے۔ میں عورتوں کو پڑھاؤں گی۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ اپنے حق پہچانیں، اپنی پہچان قائم کریں۔"

ماں کی آنکھوں میں ایک لمحے کو سکون اتر آیا، مگر ساتھ ہی فکر بھی۔

"لوگ باتیں کریں گے، عائزہ۔ کہیں گے طلاق کے بعد گھر سے باہر نکل گئی۔"

عائزہ مسکرا دی۔

"لوگ تو ہمیشہ کچھ نہ کچھ کہیں گے۔ جب میں خاموش رہی، تب بھی کہتے تھے۔ اب کم از کم وہ میری محنت پر بات کریں گے۔"

---..........

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چند دن بعد عائزہ نے اپنے محلے کی دو لڑکیوں کو گھر بلایا۔ کمرے میں چٹائی بچائی، تختی رکھی، اور انہیں پڑھانے لگی۔ شروع شروع میں بچے ہنستے، لوگ طنز کرتے:

"یہ ہے بانجھ عورت کا مدرسہ!"

"یہ کیا پڑھائے گی، جسے اپنا گھر نہ سنبھال سکی؟"

لیکن عائزہ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے الفاظ میں سکون اور چہرے پر روشنی تھی۔

آہستہ آہستہ دو لڑکیوں کی جگہ پانچ لڑکیاں آ گئیں۔ پھر دس۔ پھر پورے محلے سے عورتیں بھی آنے لگیں۔ کوئی پڑھنا چاہتی تھی، کوئی سلائی سیکھنا چاہتی تھی، کوئی صرف اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے آتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزہ سب کے لیے وقت نکالتی۔ وہ صرف علم نہیں دیتی تھی، بلکہ حوصلہ بھی دیتی۔ وہ کہتی:
"تمہاری پہچان کسی اور کے ساتھ جڑی نہیں ہے۔ تمہاری پہچان تمہارا اپنا وجود ہے۔"

---.......

لیکن یہ آسان نہ تھا۔ محلے کے کچھ تنگ نظر لوگ اکثر اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر آوازیں کستے۔

"یہ عورت دوسرے گھروں کی بیٹیوں کو بگاڑ رہی ہے۔"

"اسے گھر سے نکالو!"

ایک دن محلے کے بزرگ اس کے دروازے پر آ گئے۔

"عائزہ! یہ سب بند کرو۔ عورتوں کو پڑھانے سے کیا فائدہ؟ وہ تو بس بچے جننے کے لیے ہی پیدا ہوئی ہیں۔"

عائزہ نے ڈٹ کر جواب دیا:

"اگر عورتیں صرف بچے جننے کے لیے ہیں تو پھر وہ بچے شعور کہاں سے لائیں گے؟ تعلیم کے بغیر کیا نسل سنور سکتی ہے؟"

یہ سن کر سب خاموش ہو گئے۔ کچھ چلے گئے، کچھ زیرِ لب بکتے رہے، مگر عائزہ کا حوصلہ اب فولاد بن چکا تھا۔

ایک شام جب عائزہ کلاس ختم کر کے اپنی ڈائری میں نوٹس لکھ رہی تھی، تو ایک چھوٹی بچی اس کے پاس آئی۔

"آپی، آج میں نے اپنی ماں کو خط پڑھ کر سنایا۔ وہ خوش ہو کر رو پڑی۔"

عائزہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ اس نے بچی کو گلے لگا لیا۔

"یہی تو میری کامیابی ہے... میں زندگی نہیں دے سکی، مگر میں شعور کی روشنی تو دے رہی ہوں۔"

---............---.........

وقت کے ساتھ ساتھ عائزہ کا چھوٹا سا کمرہ ایک علم گاہ میں بدل چکا تھا۔ بچے اور عورتیں روز شام کو آتی تھیں۔ ان کی ہنسی، ان کے سوال، اور ان کی آنکھوں کی چمک عائزہ کے ٹوٹے ہوئے دل کو سہارا دیتی۔ مگر یہ روشنی سب کو پسند نہ آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ایک دن محلے کی چند عورتیں درگاہ کے باہر جمع ہوئیں۔ ان میں فریحہ، جو ہمیشہ عائزہ کی خوشیوں سے جلتی تھی، سب سے آگے تھی۔

"یہ عورت ہمارے گھروں کو خراب کر رہی ہے۔ بیٹیوں کو ضدی بنا رہی ہے۔ انہیں کہتی ہے اپنی پہچان پہچانو، اپنی قیمت پہچانو۔"

دوسری بولی:

"ہاں! میرا شوہر بھی کہتا ہے کہ تم عائزہ کے پاس کیوں جاتی ہو؟ کل کو یہ ہماری لڑکیوں کو سر پر چڑھا دے گی۔"

یہ خبریں پھیلتے پھیلتے محلے کے مردوں کے کانوں تک جا پہنچیں۔ ایک شام جب کلاس ختم ہوئی تو دروازے کے باہر چار آدمی کھڑے تھے۔ ان کے چہرے سخت اور آنکھیں غصے سے بھری تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"عائزہ! یہ سب بند کرو۔ تم عورت ہو، عورت کا کام یہ سب نہیں۔ تم نے اگر دوبارہ کلاس لگائی تو اچھا نہ ہو گا۔"

عائزہ نے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔ لمحہ بھر کو دل کانپا، مگر پھر وہ بولی:

"آپ چاہیں تو مجھے برا کہیں، مگر سچ یہ ہے کہ میں تعلیم دوں گی۔ میں کسی کا حق نہیں چھین رہی، بلکہ لوٹا رہی ہوں۔"

مرد ہنس پڑے۔"یہ زبان بہت چلتی ہے۔ کل کو پتھر بھی چلیں گے!"

وہ دھمکی دے کر چلے گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

---..........

اس رات عائزہ کمرے میں بیٹھی لرز رہی تھی۔ ہاتھوں میں ڈائری تھی، مگر قلم کانپ رہا تھا۔ اس کے دل میں خوف تھا کہ اگر انہوں نے سچ میں حملہ کر دیا تو؟ اگر ماں کو نقصان پہنچا دیا تو؟

ماں اس کے پاس آئیں، ان کے چہرے پر فکر اور آنکھوں میں محبت تھی۔

"بیٹی، اگر یہ سب بہت مشکل ہو تو چھوڑ دے۔ لوگ ظالم ہیں، ہمیں کچھ نہ کچھ کہہ کریا کر کے رہیں گے۔"

عائزہ نے ماں کا ہاتھ تھام لیا۔

"اماں، اگر میں آج پیچھے ہٹ گئی تو باقی لڑکیاں ہمیشہ پیچھے رہیں گی۔ یہ جد و جہد صرف میری نہیں ہے۔ یہ ان سب کی ہے جنہیں حق چاہیے۔"

---..........

چند دن بعد واقعی امتحان آ گیا۔ ایک رات عائزہ کی کلاس ختم ہوئی تو کسی نے اس کے دروازے پر پتھر مارا۔ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ عورتیں چیخ اٹھیں۔ بچے رونے لگے۔

عائزہ نے سب کو چپ کرایا اور کہا:

"ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اندھیرا ہمیشہ روشنی سے ہارتا ہے۔"

اس نے ماچس جلائی، چراغ روشن کیا، اور سب کو دوبارہ پڑھانا شروع کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ منظر دیکھ کر عورتوں کی آنکھوں میں اعتماد اتر گیا۔

ایک نے کہا: "آپی، ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑی ہیں۔ چاہے کچھ بھی ہو۔"

یہ عائزہ کی جدو جہد کی پہلی فتح تھی۔

---...........

وقت گزرتا گیا۔ عائزہ کی محفلیں بڑھتی گئیں۔ اب وہ صرف پڑھائی نہیں دیتی تھی بلکہ عورتوں کو چھوٹے کاروبار کرنے کے طریقے بھی سکھاتی تھی۔ کوئی سلائی کرتی، کوئی کھانے پکا کر بیچتی، کوئی پڑھ لکھ کر نوکری کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مگر مخالفت بھی بڑھتی گئی۔

مولوی صاحبان کے بیانات میں اشارے آنے لگے:

"آج کل کی کچھ عورتیں دین اور روایت کو بھلا کر نئی باتیں پھیلا رہی ہیں۔"

مگر عائزہ کے دل میں اب یقین تھا۔

"یہ آگ مجھے جلانے کے لیے نہیں، مجھے روشنی بنانے کے لیے ہے۔"

---...........

مہینوں کی محنت کے بعد وہ دن بھی آ گیا جب عائزہ کی جد و جہد کا پہلا بڑا رنگ سامنے آیا۔ محلے میں ایک بچی—زینت—جو پہلے بالکل پڑھ نہیں سکتی تھی، اب روانی سے قرآن اور کتابیں پڑھنے لگی تھی۔

زینت کی ماں، ایک غریب بیوہ، عائزہ کے پاس روتی ہوئی آئی۔

"بیٹی، میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ میری زینت ایک دن مجھے خط پڑھ کر سنائے گی۔ آج اس نے سرکاری اسکول کا داخلہ فارم خود پڑھا اور مجھے سمجھایا۔ اللہ تمہیں جزا دے۔"

عائزہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، مگر دل میں خوشی کا طوفان برپا تھا۔ یہ وہ لمحہ تھا جس کا خواب اس نے ہمیشہ دیکھا تھا۔

"یہی ہے اصل ماں بننا... علم کے ذریعے نسلوں کو سنوارنا۔"

---.....

محلے کے کچھ لوگ جو پہلے اس کے خلاف تھے، اب چپ ہونے لگے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ عورتیں سلائی کر کے گھر کے اخراجات میں مدد دے رہی ہیں، بچے پڑھ لکھ کر آگے بڑھ رہے ہیں۔

ایک دن ایک بزرگ، جو کبھی سخت مخالف تھا، عائزہ کے دروازے پر آیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹی، میں مانتا ہوں کہ میں نے تمہیں برا بھلا کہا۔ مگر اب دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے پڑھانے سے محلے کے بچے سدھر رہے ہیں۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے۔"

یہ عائزہ کے لیے ایک جیت تھی۔ اس کے دل نے کہا:

"وقت کا زہر آہستہ آہستہ گھل رہا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

چند دن بعد شہر کے ایک اسکول کے پرنسپل نے عائزہ سے ملاقات کی۔ خبر پھیل چکی تھی کہ ایک عورت بغیر کسی ادارے کے بچوں کو پڑھا رہی ہے اور ان کے معیار میں فرق آرہا ہے۔

پرنسپل نے کہا:

"ہمیں تمہاری صلاحیت چاہیے۔ اگر تم چاہو تو ہمارے اسکول میں پڑھا سکتی ہو۔"

عائزہ کے لیے یہ بہت بڑا موقع تھا۔ مگر اس نے سوچ کر جواب دیا:

"میں ضرور آؤں گی، مگر شرط یہ ہے کہ اسکول کے ساتھ ساتھ مجھے اپنے محلے کی لڑکیوں کو بھی پڑھانے دیا جائے۔ میرا اصل مقصد یہی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پرنسپل نے مسکرا کر کہا:

"یہی تو تمہیں دوسروں سے مختلف بناتا ہے۔"

شہر کے اسکول میں پڑھانے کے بعد عائزہ کی عزت بڑھ گئی۔ لوگ جو کل تک طعنے دیتے تھے، آج اپنی بچیوں کو اس کے پاس بھیجنے لگے۔ عورتیں اسے کہتی تھیں:

"عائزہ بیٹی، تم نے ہمارے اندھیروں کو روشنی دی ہے۔"

ایک دن جب وہ کلاس ختم کر کے گھر آ رہی تھی تو راستے میں پرانی دوست فریحہ ملی۔ وہی جو کبھی اس پر طنز کرتی تھی۔

فریحہ کے چہرے پر شرمندگی تھی۔

"عائزہ، مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں برا کہتی رہی، مگر آج میری بیٹی تمہارے پاس پڑھنے جاتی ہے۔"

عائزہ نے مسکرا کر کہا:

"فریحہ، یہ سب میرا نہیں، علم کا کرشمہ ہے۔ علم دشمنی کو بھی دوستی میں بدل دیتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس رات عائزہ نے ڈائری کھولی اور لکھا:

*"اللہ نے مجھے اولاد نہیں دی، مگر اس نے مجھے سینکڑوں بیٹیاں اور بیٹے عطا کر دیے۔ میں
ان کی ماں بھی ہوں، ان کی استاد بھی۔ یہ میرا سفر ہے، یہی میری زندگی کی دعا ہے۔"*

ڈائری پر قلم رکھتے ہی اس کی آنکھوں سے شکر کے آنسو بہنے لگے۔.......

............ر:---

گرمی کی ایک دوپہر تھی۔ عائزہ کلاس ختم کرنے ہی والی تھی کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ اندر داخل ہوئی ایک دبلی سی لڑکی، جس کا نام ثناء تھا۔ آنکھیں سوجی ہوئی تھیں، چہرے پر مایوسی کی تھکن پھیلی ہوئی تھی۔

عائزہ نے فوراً پہچان لیا اور محبت سے کہا:

"کیا ہوا ثناء؟ تمہاری آنکھیں کیوں رو رہی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ثناء کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی اور ہچکیوں کے بیچ بولی:

"آپّی... امی کہتی ہیں کہ یہ پڑھائی لکھائی فضول ہے۔ کہتی ہیں لڑکی کی اصل جگہ صرف کچن ہے۔ انھوں نے کہا اگر تم بار بار عائزہ کی کلاس گئیں تو لوگ کہیں گے لڑکی بگڑ گئی ہے۔ امی نے کہا کہ... تمہیں کوئی رشتہ بھی نہیں ملے گا۔"

اس کی آواز رندھ گئی، جیسے دل کے سارے شکوے ایک ہی لمحے میں نکل پڑے ہوں۔

عائزہ نے اسے قریب بٹھایا، اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور دھیرے سے کہا:

"بیٹی، ماں برا نہیں چاہتی۔ بس ان کا ذہن اُس پرانی سوچ میں پھنسا ہوا ہے جہاں عورت کا وجود صرف گھر تک مانا جاتا تھا۔ لیکن تمہیں یہ جاننا ہوگا کہ اسلام نے عورت کو سب سے پہلے عزت دی ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزہ نے اپنی ڈائری کھولی، جہاں اس نے چند آیات اور احادیث لکھی ہوئی تھیں۔

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

** 'طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم' **

(علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔)

اور قرآن میں اللہ فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الزمر:9)

'کہہ دو، کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟'

تو ثناء، علم تمہارا حق ہے، یہ کوئی تم پر احسان نہیں کرتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزہ نے ثناء کا ہاتھ تھاما اور کہا:

"بیٹی، دیکھو اسلام کی عورتیں کیسی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک کامیاب تاجرہ تھیں، جنہوں نے اپنی دولت سے اسلام کی مدد کی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے جنتی عورتوں کی سردار کہا۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بڑے بڑے صحابہ دین پوچھنے آتے تھے۔

کیا یہ سب صرف چولہے تک محدود تھیں؟ نہیں، یہ علم، ہمت اور روشنی کی مثالیں ہیں۔"

ثناء خاموشی سے سن رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آنسو تھم گئے، مگر اب ان میں ایک نئی چمک تھی۔

اسی دن عائزہ نے اعلان کیا:

"اب ہماری کلاس صرف پڑھائی کی نہیں ہوگی، ہم قرآن اور حدیث بھی پڑھیں گے۔ تاکہ ہر لڑکی یہ جان سکے کہ اس کے کیا حقوق ہیں اور اس کی اصل پہچان کیا ہے۔"

لڑکیوں نے خوشی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ثناء سب سے آگے تھی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی، جیسے برسوں بعد دل کو قرار ملا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس رات اپنی ڈائری میں عائزہ نے لکھا:

"میں نے آج جان لیا ہے کہ اصل زہر صرف غربت یا جاہل معاشرہ نہیں، بلکہ وہ اندھیرا ہے جس میں عورت اپنے حق سے ناواقف رہتی ہے۔ اس اندھیرے کو مٹانے کے لیے علم کی روشنی ضروری ہے۔"

پہلی کلاس: حضرت یوسف علیہ السلام

عائزہ نے بچوں کو دائرے کی شکل میں بٹھایا۔ سب کے ہاتھوں میں چھوٹی کاپیاں اور پینسلیں تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزہ نے کہا:

"آج میں تمہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی سناؤں گی۔ وہ ایک نبی تھے جنہیں ان کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنویں میں پھینک دیا۔ غلام بنا کر بیچا گیا، جیل میں ڈالے گئے، لیکن وہ کبھی اللہ پر سے یقین نہیں ہٹایا۔ اور آخر کار وہ مصر کے وزیر بنے۔

بیٹیو،اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اگر لوگ تمہیں دھوکہ دیں، تمہیں نیچا دکھائیں، یا تکلیف دیں تو صبر اور ایمان کے ساتھ جیت ہمیشہ تمہاری ہوگی۔"

ثناء نے مسکراتے ہوئے کہا:

"آپی! مطلب اگر ہم پر ظلم ہو تو بھی ہار نہیں ماننی چاہیے؟"

عائزہ نے نرمی سے کہا:

"جی بیٹی، کیونکہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

دوسری کلاس: حضرت ایوب علیہ السلام

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اگلے دن عائزہ نے کہا:

"آج میں تمہیں حضرت ایوب علیہ السلام کی کہانی سناؤں گی۔ وہ ایک نبی تھے جن پر بہت بڑی آزمائشیں آئیں۔ ان کی اولاد چلی گئی، مال و دولت ختم ہو گیا، جسم بیمار ہو گیا۔ لیکن انہوں نے کبھی اللہ سے شکوہ نہیں کیا۔ وہ ہمیشہ کہتے:

** إِنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ **

(مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور پھر اللہ نے انہیں دوبارہ صحت، عزت اور نعمتیں عطا کیں۔"

ایک بچی نے آہستہ سے کہا:

"آپی، تو ہمیں بھی مشکل وقت میں صبر کرنا چاہیے؟"

عائزہ نے مسکرا کر کہا:

"بالکل، کیونکہ مشکل وقت ہمیشہ کے لیے نہیں رہتا۔"

---.....

ایک دن عائزہ نے کہا:

"آج تمہیں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کہانی سناؤں گی۔ وہ نبی تھے جنہوں نے بت پرستی کے خلاف آواز بلند کی۔ ان کی اپنی قوم ان سے ناراض ہو گئی، انھیں آگ میں ڈال دیا، مگر اللہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔

بیٹیو، سبق یہ ہے کہ سچائی پر ڈٹے رہنے والا کبھی اکیلا نہیں ہوتا۔ اگر پوری دنیا مخالفت کرے تب بھی اللہ ساتھ ہوتا ہے۔"

--........

آہستہ آہستہ بچیوں کی آنکھوں میں چمک آنا شروع ہو گئی۔ وہ انبیاء کی کہانیوں کو اپنے حالات سے جوڑنے لگیں۔

* یوسف علیہ السلام کی کہانی نے انھیں امید دی۔

* ایوب علیہ السلام کی کہانی نے انھیں صبر دیا۔

* ابراہیم علیہ السلام کی کہانی نے انھیں سچائی پر ڈٹے رہنے کا حوصلہ دیا۔

عائزہ نے محسوس کیا کہ یہ صرف کلاس نہیں رہی، بلکہ ایک ** اندرونی انقلاب ** کا آغاز ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

---.......

رات کو عائزہ نے لکھا:

"میں نے بچیوں کو انبیاء کی کہانیاں سنائیں۔ یہ کہانیاں وقت کا زہر توڑنے کے لیے بہترین دوا ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھیں گی کہ انبیاء نے صبر کیا، ڈٹے رہے، تو وہ بھی اپنی زندگی کی مشکلات میں شکست نہیں کھائیں گی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

--...........

ایک شام جب کلاس ختم ہونے والی تھی تو ایک بچی، دعا، آہستہ سے بولی:

"آپّی، گھر میں قرآن کھولنے کا دل ہی نہیں کرتا۔ نہ سمجھ آتا ہے، نہ دلچسپی رہتی ہے۔ کبھی لگتا ہے کہ یہ صرف بڑوں کے لیے ہے یا پھر بزرگوں کے پڑھنے کی کتاب ہے۔"

کلاس کے دوسرے بچوں نے بھی سر ہلایا۔ سب نے کہا کہ وہ نمازیں چھوڑ دیتے ہیں، قرآن کھولتے ہیں تو دل بھاری لگتا ہے، جیسے کوئی بوجھ ہے۔

یہ سن کر عائزہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے نرم لہجے میں کہا:

"بیٹیو، یہ وقت کا سب سے بڑا زہر ہے۔ آج کی نسل قرآن سے دور ہو رہی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ہم بے سکونی، ڈپریشن اور بیزاری کا شکار ہیں۔ قرآن وہ کتاب ہے جو اندھیروں میں چراغ ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

** وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ** (الاسراء:82)

'اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔'

قرآن صرف قبرستان کے لیے نہیں، یہ زندہ دلوں کے لیے ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عائزہ نے بچیوں کو سمجھانے کے لیے مثال دی:

"دیکھو، اگر کوئی مریض دوا کھانے سے انکار کرے تو کیا وہ صحت مند ہو سکتا ہے؟ نہیں۔

اسی طرح دل اور روح کے مریض قرآن کے بغیر شفا نہیں پا سکتے۔ قرآن کو چھوڑ دینا ایسے

ہی ہے جیسے روشنی چھوڑ کر اندھیروں میں بھٹکنا۔"

عائزہ نے فیصلہ کیا کہ اب کلاس میں صرف کہانیاں نہیں ہوں گی، بلکہ روزانہ **قرآن کا ایک حصہ** پڑھا جائے گا، اور سب کو اس کا ترجمہ اور سبق سمجھایا جائے گا۔

"بیٹیو، ہم قرآن کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں گے۔ ایک آیت روز پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ ہمیں کیا پیغام دے رہی ہے۔ یہی عمل تمہیں دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب کرے گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دعا نے ہاتھ اٹھایا اور کہا:

"آپی، اب میں کوشش کروں گی کہ روز قرآن کھولوں۔ چاہے تھوڑا سا پڑھوں، مگر پڑھوں گی۔"

باقی لڑکیاں بھی پر جوش ہو گئیں۔ ان کی آنکھوں میں روشنی لوٹ آئی۔

"میں نے آج جان لیا کہ اصل بیماری غربت یا تنہائی نہیں، اصل بیماری قرآن سے دوری ہے۔ جو نسل قرآن کو چھوڑ دیتی ہے، وہ اپنی پہچان کھو دیتی ہے۔ میرا مقصد ہے کہ ان بچیوں کو قرآن کے ساتھ جوڑ دوں تا کہ وہ آنے والی نسل کو روشنی دے سکیں۔"

---........

ایک دن جب کلاس ختم ہوئی اور بچیاں گھروں کو چلی گئیں تو محلے کی دو عورتیں ایک دوسرے سے سرگوشی کر رہی تھیں، لیکن آواز اتنی اونچی تھی کہ عائزہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔

ایک نے کہا:

"ہائے ہائے! یہ عائزہ بڑی پارسائی کی باتیں کرتی ہے۔ اگر اتنی ہی نیک اور عقلمند تھی تو اس کا شوہر اسے طلاق کیوں دیتا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دوسری نے تلخی سے کہا:

"ہاں بھئی! جو عورت اپنی زندگی نہیں بچا سکی وہ دوسروں کو کیا سکھائے گی؟ اور پھر... اولاد ہی نہیں ہوئی اس کی، بانجھ عورت دوسروں کو کیا نصیحت کرے گی؟"

یہ الفاظ تیر کی طرح عائزہ کے دل میں پیوست ہو گئے۔

عائزہ گھر لوٹی تو رات بھر قرآن کھول کر بیٹھی رہی۔ اس کے دل میں زخم تازہ ہو گئے۔

آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی:

* "کیا واقعی میری کوکھ کا خالی ہونا مجھے ناکام عورت بنا دیتا ہے؟ کیا میری طلاق میری

پہچان ہے؟" *

اسی وقت اس کی نظر ایک آیت پر پڑی:

** لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ** (البقرہ:286)

"اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"

عائزہ نے آنکھیں بند کر کے کہا:

"اے میرے رب! یہ میرا امتحان ہے، لیکن میں ہارنے والی نہیں۔"

دوسرے دن جب بچیاں اکٹھی ہوئیں تو عائزہ نے فیصلہ کیا کہ وہ اس موضوع پر کھل کر بات کرے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے کہا:

"بیٹیو! معاشرہ ہمیشہ عورت کو اس کی اولاد اور شوہر سے پہچانتا ہے۔ اگر بیٹی ہو تو بوجھ، اگر بیوی ہو تو خدمت گزار، اگر ماں نہ بن سکے تو طعنوں کا نشانہ۔

لیکن یاد رکھو، اسلام نے عورت کو اس کی ** ایمان اور عمل ** سے پہچانا ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام غیر شادی شدہ تھیں، لیکن قرآن میں ان کی عظمت کا ذکر ہے۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تھیں، جن کا شوہر کافر تھا، لیکن اللہ نے انہیں جنت کی عورتوں کی سردار کہا۔

تو کیا عورت کی عزت شوہر یا اولاد پر ہے؟ نہیں۔ عورت کی عزت اس کے ایمان اور صبر پر ہے۔"

ایک بچی نے روتے ہوئے کہا:

"آپّی، میری امی مجھے اکثر کہتی ہیں کہ 'تم لڑکی ہو، کچھ نہیں کر سکو گی۔' لیکن آپ نے آج میرا دل بدل دیا۔ اگر اللہ کے نزدیک عورت کی اصل پہچان ایمان ہے تو میں بھی خود کو کمزور نہیں سمجھوں گی۔"

عائزہ نے ڈائری میں لکھا:

* "آج طعنوں نے مجھے کمزور نہیں بلکہ اور مضبوط کیا۔ میں جان گئی ہوں کہ یہ وقت کا زہر صرف بچیوں میں نہیں، بڑوں کے دلوں میں بھی ہے۔ میرا کام ہے کہ میں سب کو قرآن اور سیرت کے ذریعے یاد دلا سکوں کہ عورت محض رشتہ نہیں، بلکہ روشنی کا مینار ہے۔" *

---......

عائزہ نے فیصلہ کیا کہ بچیوں کے ساتھ ساتھ محلے کی عورتوں کو بھی قرآن و حدیث کے احکام بتائے۔

ایک دن جب اس نے کلاس میں موضوع رکھا: * "بیوہ، طلاق یافتہ اور بانجھ عورت کے حقوق" *، تو عورتیں پہلے ہچکچائیں لیکن پھر سب آ گئیں۔

عائزہ نے کہا:

"اسلام نے عورت کو بوجھ نہیں بنایا۔ بیوہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

* * أنا وكافل اليتيم في الجنة كهاتين * * (بخاری)

'میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے قریب ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔'

اسی طرح طلاق یافتہ عورت کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

** وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ** (البقرہ:237)

'آپس میں فضل کو مت بھولو۔'

یعنی طلاق عورت کی عزت ختم نہیں کرتی، بلکہ وہ بھی عزت و کرامت کے ساتھ نئی زندگی گزار سکتی ہے۔"

عورتیں اشکبار تھیں۔ کئی نے کہا کہ انہیں پہلی بار اپنے حق کا علم ہوا ہے۔

عائزہ جانتی تھی کہ صرف باتوں سے انقلاب نہیں آئے گا۔ عورت کو معاشی طور پر بھی مضبوط ہونا چاہیے۔

وہ بچپن سے فنون کی شوقین تھی۔ ایک دن قرآن کی آیت **وَخَطَّهُ بِيَدِهِ** (یعنی "اور اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا") پڑھتے ہوئے اس کے دل میں آیا کہ کیوں نہ قرآن کی خدمت کے لیے **خطاطی** سیکھے۔

اسی کے ساتھ، عائزہ کو بچپن سے ڈرائنگ اور ڈیزائننگ کا شوق تھا۔ اس نے سوچا کہ **آرکیٹیکچر** سیکھ کر ایسے مکانات اور ادارے بنائے جائیں جو اسلامی طرزِ تعمیر اور قرآن کی روح کو ظاہر کریں۔

سفر کی شروعات

*عائزہ نے یوٹیوب اور آن لائن کورسز سے خطاطی سیکھنی شروع کی۔

* دن میں بچیوں کو قرآن پڑھاتی، رات کو چراغ جلا کر عربی رسم الخط میں "الرحمن" اور "اللہ النور" لکھنے کی مشق کرتی۔

* اس کے کمرے کی دیواریں رفتہ رفتہ قرآن کی خطاطی سے بھر گئیں۔

پھر اس نے ایک چھوٹے انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا جہاں آرکیٹیکچر کے بنیادی کورس ہوتے تھے۔ وہ دن میں محلے کی عورتوں کو قرآن پڑھاتی اور شام کو ڈیزائن، نقشہ سازی اور تک رسائی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور اسلامی طرز تعمیر کے بارے میں پڑھتی۔۔۔۔۔۔

دو سال کی محنت کے بعد عائزہ نے ایک چھوٹی ** نمائش ** لگائی جس کا عنوان تھا:

* "وقت کے زہر کا علاج—علم اور فن" *

اس میں اس نے:

* اپنی ** خطاطی ** کے شہکار رکھے: "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ"، "واللہ خیر الرازقین"

* اور اسلامی طرز پر بنائے گئے گھروں اور مدارس کے ** ماڈلز ** پیش کیے۔

لوگ حیران رہ گئے کہ ایک طلاق یافتہ، تنہا عورت نے یہ سب کیسے کر دکھایا۔

* محلے کی لڑکیاں جو خود کو کمزور سمجھتی تھیں، اب عائزہ کو دیکھ کر خواب دیکھنے لگیں۔

* ایک لڑکی نے کہا: * "آپی، میں بھی خطاط بننا چاہتی ہوں تاکہ قرآن کو خوبصورت لکھ سکوں۔" *

* ایک اور نے کہا: * "میں بھی معمار بنوں گی اور یتیم بچیوں کے لیے اسکول ڈیزائن کروں گی۔" *---

"آج میں نے جانا کہ عورت کی اصل پہچان یہ نہیں کہ وہ طلاق یافتہ ہے یا بانجھ، بلکہ یہ ہے کہ وہ علم اور فن سے کس طرح روشنی بانٹتی ہے۔ میرا خواب ہے کہ قرآن اور فن ایک ساتھ چلیں تاکہ یہ زہریلا وقت روشنی میں بدل جائے۔" ۔عائزہ نے رات کو ڈائری میں لکھا جیسے وہ ہر دن لکھا کرتی تھی وہ سبق حاصل کر کے عمل کرنے والوں میں سے تھی وہ روشنی تھی آنے والی نسلوں کے لیے۔۔۔۔۔۔

---........

عائزہ نے جب کچھ پیسے جمع کیے اور اپنی خطاطی کے چند نمونے بیچے تو اس نے فیصلہ کیا:

"میں ایسا مقام بناؤں گی جہاں قرآن کی خوشبو اور فن کی روشنی ساتھ ساتھ چلیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے محلے کے ایک پرانے خالی مکان کو کرائے پر لیا۔ وہ مکان ٹوٹا پھوٹا تھا، دیواروں پر نمی اور چھت سے پانی ٹپکتا تھا، مگر عائزہ نے اس میں ایک روشن خواب دیکھا۔

---

* سب سے پہلے اس نے دیواروں کو سفید پینٹ کروایا۔

* ایک کونے میں لکڑی کی بڑی میز رکھی جہاں وہ ** قرآن کی خطاطی ** کرتی۔

* دوسرے حصے میں اس نے ** آرکیٹیکچر کے ماڈلز ** کے لیے چھوٹا سا ڈرائنگ بورڈ اور کاغذ رکھ دیا۔

* دیواروں پر اس نے اپنی بنائی ہوئی خطاطی لٹکا دی: "اقرأ باسم ربک"، "ان مع العسر یسرا"، "والله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات إلى النور"۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک سکون اور روشنی محسوس ہوتی تھی۔

---....

یہ صرف عائزہ کا کمرہ نہیں تھا، یہ محلے کی لڑکیوں کا بھی خواب گاہ بن گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

* کوئی لڑکی خطاطی سیکھنے آتی۔

* کوئی ڈرائنگ اور ڈیزائن کی مشق کرتی۔

* کوئی قرآن پڑھنے اور سننے کے لیے آجاتی۔

عائزہ ہر ایک کو کہتی:

"یہ جگہ صرف میرا نہیں، تم سب کا ہے۔ یہاں آکر تمہیں اپنے آپ پر یقین پیدا کرنا ہے۔"

ورکشاپ میں سب نے مل کر پہلا پروجیکٹ بنایا:

"یتیم بچیوں کے لیے چھوٹا اسکول کا ماڈل"۔

* ایک بچی نے اس کے لیے کاغذ اور کارڈ بورڈ سے چھوٹا سا ماڈل بنایا۔

* دوسری نے دروازے کے اوپر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی خطاطی لکھی۔

* عائزہ نے سمجھایا کہ اسکول ایسا ہو گا جس میں قرآن بھی پڑھایا جائے گا اور جدید تعلیم بھی۔

یہ محض کاغذ کا ماڈل تھا، لیکن بچیوں کی آنکھوں میں وہ حقیقت بن کر چمک رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

شروع میں کچھ عورتیں طنز کرتی تھیں:

"یہ کیسا اسکول ہے کاغذ کا؟ یہ خطاطی سے پیٹ بھرتا ہے کیا؟"

لیکن پھر جب ان کی اپنی بیٹیاں ورکشاپ میں جا کر نکھرنے لگیں، ان کی آنکھوں میں خواب جاگنے لگے، تو وہی عورتیں کہنے لگیں:

"اللہ عائزہ کو خوش رکھے، اس نے ہماری بیٹیوں کو راستہ دکھایا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

عائزہ نے ورکشاپ کے دروازے پر لکڑی کی تختی لگائی:

** "نور — قرآن اور فن کی روشنی" **

یہ صرف ایک جگہ نہیں تھی، بلکہ عورتوں اور بچیوں کے لیے پناہ گاہ تھی۔

ورکشاپ کے کونے میں عائزہ اکثر سجدے میں گر جاتی اور کہتی:

"یا اللہ! یہ جگہ میری نہیں، تیری ہے۔ یہاں سے جو بھی نکلے وہ اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف جائے۔"

ماضی کی یادوں سے نکلتے ہی عائزہ نے اپنی بھیگی آنکھوں کو صاف کیا بے شکل سفر مشکل تھا وہ گمرہ نہیں ہو یہ تھی اس نے کوشش کی تھی اور پایا تھا اللہ نے اسے چن لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

صفیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ آگے بڑھی اور آہستہ کہا:

"آپی... ہمیں کبھی اندازہ نہیں تھا کہ آپ کے پیچھے اتنی بڑی کہانی ہے۔ ہم تو آپ کو صرف بہادر دیکھتے تھے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حمزہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا:

"آج پتا چلا کہ اصل بہادری دکھانے میں نہیں، سہنے میں ہے۔"

عادل اور ارسلان نے ایک دوسرے کو دیکھا، جیسے وہ سوچ رہے ہوں کہ یہ کہانی صرف عائزہ کی نہیں، ان سب کی ہے۔

عائزہ نے سب کی طرف دیکھا اور کہا:

"میں نے تمہیں اپنی کہانی اس لیے سنائی تاکہ تم سمجھو—اسلام نے عورت کو کمزور نہیں بنایا۔ قرآن نے ہمیں ہمارے حقوق دیے ہیں۔ اور علم ہی وہ چراغ ہے جو سب اندھیروں کو دور کرتا ہے۔ اب میرا خواب یہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی کہانی خود لکھو، اپنی طاقت پہچانو، اور کبھی ہمت نہ ہارو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کھڑکی کے باہر سورج ڈوب گیا تھا اور اندر کمرہ ایک نئی روشنی سے بھر گیا تھا۔ علم اور حوصلے کی روشنی سے۔۔۔۔۔۔۔

ایک چھوٹا مگر پُروقار اسٹوڈیو۔ سامنے میز پر دو کرسیاں، پس منظر میں کتابوں کی الماریاں اور ایک بڑی خطاطی کی تخلیق: "اقرأ"

کیمرہ چلتا ہے اور انٹرویو شروع ہوتا ہے۔

"خواتین و حضرات! آج ہمارے ساتھ دو منفرد مہمان ہیں" میزبان مسکراتے ہوئے بولی:

محترمہ عائزہ! خطاط، آرکائیوسٹ، اور بھولی ہوئی تحریروں کی محافظ۔

جناب "ارسلان" *: مؤرخ، محقق اور نوجوانوں کی نفسیاتی کشمکش پر گہری نظر رکھنے والے۔ "میزبان ایڈینس کو اپنے گیسٹ کا تعارف کرواتے ہوئے بولی:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہم آج ان سے جانیں گے کہ ہماری نئی نسل ڈپریشن کا شکار کیوں ہے، اور اس کا علاج کیا ہے۔"

"عائزہ، آپ خطاطی کو صرف فن نہیں بلکہ روحانی تعلق کہتی ہیں۔ یہ آج کے نوجوان کے لیے کیوں اہم ہے؟" میزبان عائزہ کو دیکھتے ہوہے بولی:

"کیونکہ فن ہمیں لمحۂ حال سے جوڑتا ہے۔ آج کا نوجوان ہر وقت بھاگ رہا ہے—

notifications، دوڑ، کامیابی کی دوڑ۔ خطاطی یا کوئی بھی تخلیقی عمل ہمیں رکنے پر مجبور

کرتا ہے۔ ایک حرف پر غور کرنا، ایک لکیر کھینچنا... یہ دل کو سکون دیتا ہے۔

جب ہم قلم کو کاغذ پر رکھتے ہیں تو وہ صرف الفاظ نہیں ہوتے، وہ دعائیں ہوتے ہیں۔ یہی

سکون آج کی نسل کھو بیٹھی ہے۔"عائزہ نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"ارسلان، آپ نے اپنی تحریروں میں کہا کہ نئی نسل سب سے زیادہ depression کا

شکار ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟"میزبان اب کہ ارسلان سے بولی:

جی ہاں۔ دیکھیں، پہلے کے ادوار میں بھی جنگیں تھیں، غربت تھی، بھوک تھی۔ لیکن لوگ"

ٹوٹے نہیں تھے کیونکہ ان کے پاس *مقصد* تھا، *کمیونٹی* تھی۔

آج نوجوان کے پاس سب کچھ ہے—موبائل، نیٹ، علم تک رسائی۔ مگر وہ تنہا ہے۔

وہ اپنی پہچان 'لائکس اور فالوورز' سے جوڑ بیٹھا ہے۔

وہ اپنے والدین کی توقعات، سماج کے دباؤ اور جھوٹی مسابقت میں گھٹ رہا ہے۔ اور نتیجہ؟ ڈپریشن، anxiety، اور ود کشی کی طرف رجحان۔" ارسلان نے گہری سانس لی اور پھر مسکراتے ہوئے بولا:

: تو پھر علاج کیا ہے؟" اب کہ میزبان تجسس لیے بولی"

علاج یہ ہے کہ ہم اپنے رشتوں کو دوبارہ زندہ کریں۔ نوجوان کو سننا شروع کریں، صرف" حکم دینا نہیں۔

اسلام نے ہمیں توازن دیا ہے۔ رسول ﷺ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، بیٹی کو اٹھا کر مسجد میں لے جاتے تھے۔ یہ محبت ہے، یہ acceptance ہے۔

جب گھر محبت سے خالی ہو تو نوجوان سوشل میڈیا پر validation ڈھونڈتا ہے، اور وہاں اسے صرف تنہائی ملتی ہے۔" عائزہ پر جوش لہجے میں بولی:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کیا اسلامی تاریخ ہمیں کوئی ماڈل دیتی ہے؟"اب کے میزبان نے ارسلان سے سوال

کیا۔۔۔

"جی ہاں۔مثال کے طور پر مدینہ کی بستی کو دیکھیں۔وہاں ہر کوئی دوسرے کا سہارا تھا۔

مہاجر اور انصار* نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے رشتہ جوڑے جیسے بھائی ہوں۔ *

اسی لیے وہ تنہا نہیں تھے،وہ depression کا شکار نہیں ہوئے۔

آج ہم نے وہ اجتماعی روح کھو دی ہے۔ہر شخص اپنی کھڑکی میں قید ہے۔

حل یہ ہے کہ ہم دوبارہ* اجتماعی ذمہ داری* کو زندہ کریں۔"ارسلان نے پرسکون لہجے میں

جواب دیا۔۔۔۔

"اگر آپ نئی نسل کو ایک ایک پیغام دینا چاہیں تو کیا ہو گا؟"

اپنے دل کو خالی مت چھوڑو۔فن،دعا،ذکر اور محبت سے اسے بھر دو۔"عائزہ مسکراتے"

ہوئے کیمرے کو دیکھ کر بولی:

—خود کو اکیلا مت سمجھو۔ اپنے رشتوں کو زندہ کرو، اپنے مقصد کو پہچانو، اور یاد رکھو"

زندگی امتحان ہے، سزا نہیں۔ "اب کے ارسلان نے جواب دیا اور اسی سوال کے ساتھ ان کا

انٹرویو ختم ہوا۔۔۔۔۔

انٹرویو کے بعد عائزہ اور ارسلان کے الفاظ شہر بھر میں گونجنے لگے۔

نوجوان، جو خود کو تنہا اور بوجھل سمجھتے تھے، پہلی بار کسی نے ان کے درد کو نام دیا۔

پہلی بار کسی نے کہا کہ "یہ تمہاری کمزوری نہیں، یہ وقت کا زہر ہے—اور اس کا علاج

ہے۔"

چند ہفتے بعد، ایک خبر ہر طرف پھیل گئی:

"عائزہ اور ارسلان نے 'اُمید فاؤنڈیشن' قائم کردی۔"

---_________

اُمید فاؤنڈیشن

یہ فاؤنڈیشن ایک پرانا خالی مکان لے کر شروع کی گئی۔

اس کے دروازے پر خوشخطی میں لکھا تھا:

** "لا تقنطوا من رحمۃ اللہ" **

("اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔")

یہاں کوئی فیس نہیں تھی، کوئی بڑی شرط نہیں تھی۔

بس ایک اصول تھا:

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ جگہ اُن کے لیے ہے جو وقت کے زہر سے زخمی ہیں۔"

رفتہ رفتہ، یہ جگہ صرف ایک فاؤنڈیشن نہیں رہی۔

یہ ایک پناہ گاہ بن گئی۔

وہ لڑکے جو خودکشی کے دہانے پر تھے، یہاں آکر زندگی کے قیدی نہیں رہے، بلکہ اپنے خوابوں کے مصور بن گئے۔

وہ لڑکیاں جنہیں معاشرتی زنجیروں نے توڑ دیا تھا، یہاں آکر اپنے ہاتھوں سے **'آزادی'** لکھتی تھیں۔

ایک نوجوان نے دیوار پر بڑا جملہ لکھا:

"یہاں ہم زہر کو روشنی میں بدلتے ہیں۔"

---________________

وقت گزرتا گیا۔

لوگ عائزہ اور ارسلان کو صرف فنکار یا محقق نہیں کہتے تھے، بلکہ "چراغ والے" کہتے تھے۔

وہ چراغ جو اندھیرے میں جل اٹھا، اور جس نے دوسروں کو بھی جلنا سکھا دیا۔

--........

کہانی یہیں ختم نہیں ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

'اُمید فاؤنڈیشن' نے نئی نسل کو یہ سکھایا کہ وقت کا زہر جتنا بھی کڑوا ہو، اگر دل میں ایمان ہو، ہاتھ میں قلم ہو، اور رشتوں میں محبت ہو—

تو یہ زہر دوا بن جاتا ہے۔

اور اس دن سے لوگ کہتے ہیں:

"یہ نسل تنہا نہیں ہے۔ اس کے پاس روشنی ہے۔"

گلی کے کونے میں ایک چھوٹا سا مکان تھا، جہاں دن رات سلائی مشین کی ٹک ٹک سنائی دیتی تھی۔ وہاں * مومنہ * رہتی تھی، ایک پچاس سالہ عورت، جس نے اپنے شوہر کو برسوں پہلے کھو دیا تھا اور اب تین بچوں کو پالنے کے لیے دن رات کام کرتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کے ہاتھ سوئی سے زخمی اور آنکھیں سلائی کے دھاگوں سے دھندلا چکی تھیں۔ مگر سب سے بڑا زخم یہ تھا کہ اس کے بچے بڑے ہو کر اس سے دور ہوتے گئے۔

ایک دن عائزہ اور ارسلان "اُمید فاؤنڈیشن" کے کام کے لیے اس سے ملنے آئے۔ مومنہ نے اپنی کہانی سنائی:

"میں نے انہیں بھوکا نہیں سونے دیا، مگر وہ کہتے ہیں، 'اماں آپ نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔' آج میرے بیٹے کے پاس گاڑی ہے مگر میرے پاس اس کا وقت نہیں۔ یہ کیسا زہر ہے؟ میں نے ان کے لیے اپنا وجود جلا دیا، مگر وہ روشنی مجھ تک واپس نہ آئی۔"

عائزہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ وہ بولی:

"مومنہ، تمہارا زہر قربانی ہے۔ اور قربانی کبھی ضائع نہیں جاتی۔ شاید دنیا نہ سمجھے، مگر اللہ کے ہاں ہر آنسو کا حساب ہے۔"

"ہم نے ماں کی قربانی کو معمولی بنا دیا ہے۔ اسلامی تاریخ میں امہات المؤمنین نے امت کی بنیاد رکھی۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنا سب کچھ قربان کیا۔ آج اگر نئی نسل ماں کی عظمت کو پہچان لے تو آدھا زہر ختم ہو جائے۔" ارسلان نے کہا:

اس دن کے بعد "اُمید فاؤنڈیشن" میں ایک نیا کمرہ کھولا گیا: * کمرہ مائیں *
جہاں تنہا مائیں آ کر اپنے دکھ سناتی تھیں، اور نئی نسل سنتی تھی۔

---..................

شہر کے ریلوے اسٹیشن پر اکثر ایک نوجوان بیٹھا نظر آتا تھا۔ اس کا نام *یوسف* تھا۔ وہ افغانستان سے ہجرت کر کے آیا تھا، مگر یہاں بھی اسے پناہ نہ ملی۔ اس کے والدین جنگ میں مارے گئے، اور اب وہ تنہا تھا۔

ایک رات وہ "اُمید فاؤنڈیشن" کے دروازے پر آ گیا۔ اس کے کپڑے پرانے اور آنکھیں خوف سے خالی تھیں۔

ندا نے سب کو بتایا: "یہ یوسف ہے۔ یہ سب کچھ کھو کر بھی زندہ ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یوسف بولا:

"میں نے اپنے گھر کو جلتے دیکھا۔ ماں کو مٹی میں دبتے دیکھا۔ مگر سب سے بڑا زہر یہ ہے کہ دنیا ہمیں بوجھ سمجھتی ہے۔ کوئی یہ نہیں دیکھتا کہ میں انسان ہوں۔ میں بھی خواب رکھتا ہوں۔"

عائزہ نے اس کے ہاتھ میں قلم دیا۔

"لکھو یوسف۔ اپنے خواب لکھو۔ تاکہ وقت تمہیں قاتل نہ بنائے بلکہ گواہ بنائے۔"

یوسف نے پہلی بار مسکرا کر کہا:

"اگر میرا گھر جل گیا، تو میں یہاں ایک نیا گھر بنا لوں گا۔ قلم کے ساتھ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس دن کے بعد فاؤنڈیشن نے "مہاجر کمرہ" بنایا۔ جہاں ہجرت کرنے والے نوجوان اپنی کہانیاں سناتے، اپنی زبانوں میں شاعری لکھتے، اور سب کو دکھاتے کہ انسانیت سرحدوں سے بڑی ہے۔

---.............

اس کہانی کو لکھنے کا مقصد آپ کو سبق دینا تھا حل دینا تھا اس میں مختلف کرداروں کو شامل کیا گیا ان کی مختلف زندگی کے مسائل کو ہر ایک نے وقت کا مزہ چکھا ہے وقت برس ہوا گا گزر ہی جاتا ہے لیکن وقت کے دیا زہر ہم میں ہمیشہ رہتا ہے ہمیں دوسروں کی زندگی سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے آپ میری تحریر کو سمجھے گے اور سیکھے گے۔۔۔

رشک فلک۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842